The Drinched Book

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188360
UNIVERSAL
LIBRARY

تاریخ قلعۂ اُدگیر

مصنفۂ

نواب فرامرز جنگ بہادر

اول تعلقدار ضلع ایلگندل

باہتمام یوسف کمپنی

مطبوعہ مطبع ظہیر دکن

سنہ ۱۳۱۵

تاریخ قلعہ اُدگیر

مصنفہ

نواب فرامرز جنگ بہادر
اول تعلقدار ضلع ایلگندل

باہتمام یوسف کمپنی

مطبوعہ مطبع ظہیر دکن

سنہ ۱۳۱۵ھ

فہرستِ ابواب تاریخ قلعۂ اودگیر

نمبر ابواب	مضامین	صفحہ	نمبر ابواب	مضامین	صفحہ
۱	ڈی ڈی کیٹ	۳	۲۱	روشن محل جہانگیر یار جنگ	۲۰
۲	دیباچہ	۴	۲۲	مکانِ دلاور النسا	۲۱
۳	کیفیت بناء قلعۂ اودگیر	۸	۲۳	شمشاد محل	۲۱
۴	ایک عجیب روایت	۹	۲۴	اتواپ و برج ہائے قلعہ	۲۲
۵	کتاب اہلِ ہنود سے قلعۂ اودگیر کے نسبت ایک مذہبی خیال		۲۵	حمام خانۂ جہانگیر یار جنگ	۲۳
۶	موجودہ جغرافیۂ اودگیر	۹	۲۶	قلعہ کے جنوبی جانب کا ایک گنبد	۲۵
۷	آب و ہوا و پیداوار وغیرہ	۱۰	۲۷	درگاہِ حضرت خواجہ شیخ صدر الدین قدس سرہ	۲۶
۸	بستی کی موجودہ حالت	۱۱	۲۸	کتبۂ قبر عبد اللہ بیگ	۲۶
۹	موجودہ مکانات اندرون قلعہ	۱۲	۲۹	ایک دوسری قبر کا کتبہ	۲۶
۱۰	تعداد چاہ و مقاماتِ شکستہ	۱۲	۳۰	شیخ صدر الدین قدس سرہ کے نسبت خاندانی روایت	۲۶
۱۱	قلعۂ اودگیر کی موجودہ صورتِ حال	۱۳	۳۱	ایک عجیب چشم دید واقعہ	۲۷
۱۲	مندر اودگیر سامی	۱۵	۳۲	گنبد حضرت موسیٰ صاحب قادری	۲۸
۱۳	مکان کچہری دوم تعلقداری بیدر مستقر اودگیر	۱۵	۳۳	مسجد	۲۹
۱۴	حمام خانۂ سزاوار الملک	۱۷	۳۴	دھرم سالہ سیتاپت متوطن اودگیر	۲۹
۱۵	حاتم خان قلعہ دار کا ایک قدیم مکان	۱۸	۳۵	دیول سومنات	۳۰
۱۶	رنگین محل	۱۸	۳۶	تلجاپور کی دیوی	۳۱
۱۷	فراش خانہ	۱۹	۳۷	کمال محل واقع باغ محمود	۳۳
۱۸	محل نواب جانی	۱۹	۳۸	کتبۂ مکانِ مغل خان	۳۳
۱۹	پاہی بیگم کی مہاڑی	۱۹	۳۹	باغ حسام	۳۴
۲۰	مسجد جامع اندرونِ قلعہ	۲۰	۴۰	ذکر قلعہ دارانِ قلعۂ اودگیر	۳۸

نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و دولتہ

(ڈی ڈی کیٹ)

ظاہر ہے کہ تصنیف یا تالیف کا کام بڑا کام ہے اور نہایت خطرناک کیونکہ تھوڑی سی نیچ اونچ سے بہت سے واقعات بدل جاتے ہین اور تھوڑا سا نشیب و فراز بہت سے انقلاب پیدا کردیتا ہے اسی لئے یہہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ تھوڑی سی خطا یا سہو سے مولف یا مصنف نشانۂ ملامت بن جاتا ہے ۔ لیکن مین یقین کرتا ہون کہ مین نے اپنی تالیف یا تصنیف کو جو کچھہ کہو شرائط ذیل پر مبنی کیا ہے اور **تاریخ اُدگیر** نام رکھا ہے ۔

(۱) اولاً تاریخ نویس کو تعصب مذہبی نہو ۔

(۲) ثانیاً جسطرح کہ واقعات کے واقعی خوبیونکا اظہار کرے اسیطرح واقعی برائیکو بہی چھپا نہ رکھے

(۳) ثالثاً مدح و ذم مین افراط تفریط سے بچے اور مبالغہ سے کام نہ لے ۔

(۴) رابعاً تحریر تکلفات و تصنعات سے خالی رہے سلیس و معمولی عبارت ہو ۔

(۵) خامساً مورخ راستی و دیانت داری سے کام لے ۔

(۶) سادساً رکیک کلام ۔ بڑے لغت ۔ موٹے الفاظ سے کام نہ لے ۔

آخرین اب مین اس ناچیز تالیف کو خصوص اعلحضرت بندگانعالی اعنی و نواب سرو قارالامرا بہادر کے سی آئی آئی دام اقبالہ وزیر دکہن کے طرف معنون کرتاہون اور پبلک سے امید کہ اگر سہو ہو تو معاف اور خطا ہو تو چشم پوشی فرمادین ۔ اور آخرین مین مولوی علیم الدین صاحب وکیل حیدرآبادی کا بہت شکریہ ادا کرتاہون جنہون نے مجھکو میرے تالیفات مین بہت کچھہ مدد دی فقط

راقم

نواب قرامرز جنگ

دیباچہ

عموماً دریافت اشیاء کے دو طریقے ہین ایک قوت عاقلہ سے دوسرے حواس خمسہ سے - بعض ایسے محسوسات ہین جو دیکھے جاتے ہین اور بعض ایسے ہین جو سننے سے معلوم ہوتے ہین فطرتِ انسانی ہمیشہ اسباب کی متلاشی رہتی ہے کہ جہانتک ہو سکے احوالاتِ عالم کو دریافت کرے اور ان احوالات کی دریافت اگرچہ کہ امور معلومہ کے ترتیب کے ساتھہ ایک امر نامعلوم کے تحصیل کے طرف منجر ہوتی ہے - لیکن بہت سے ایسے واقعات ہین جو محض حس ہی سے تمیز نہین ہو سکتی بلکہ یون کہنا ایک محالات سے ہو جاتا ہے کیونکہ احوالاتِ عالم کی دریافت (کما ہی ہی) جیسا کہ چاہئے محض مشاہدہ و معائنہ پر موقوف نہین اور یہہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص ابتداء عالم سے انتہا تک اوسکا مشاہدہ کر سکے - اسی لئے واقعات و حالاتِ دنیا کا علم موقوف ہے اوس غور و فکر و تامل پر جو علم تاریخ مین کیا جاسے - کیونکہ بجز اس علم کے اور کوئی ایسا علم نہین جو اسبات کا متکفل ہو سکے -

اسی نے اِسبات کی ڈگری لی ہے کہ انسان کے حس سامعہ کو مختلف اخبارون سے محفوظ کرے جسکی نسبت اوسکا ایک فطرتی رجحان ہمیشہ اوس مسرت و خوشی کے ساتھہ وابستہ ہے جو اوسکو ہر لحظہ ان مختلف واقعات کے سننے سے پیدا ہوتا ہو جو اس کے کانون سے سنے جاتے ہین آنکھون سے گذر جاتے ہین -

اور پھر بھی اوسکا اشتیاق ویسا ہی رہجاتا ہے جو پہلے ساتھا اسی لئے خبر کا دینا یا خبر کا سننا فطرتِ انسانی مین داخل سمجھا گیا ہی - بڑے محقق کا قول ہی کہ انسان کی فضیلت اوسکے تجربہ پر موقوف ہے - اور تجربہ کا کمال عقل انسانی کے واسطہ سے ہوتا ہے اور عقل انسانی کے کئی مراتب ہین منجملہ اوسکے ایک عقل تجربہ بھی ہی - حکماؤن نے اس عقل تجربہ کے تین مرتبہ مقرر کئے ہین

(۱) پہلی یہہ کہ ایک شخص کسی کام کو اسقدر کرتا رہے کہ نفع و نقصان کا خود وہ ذمہ دار ہے -

(۲) دوسری یہہ کہ ایک شخص کو اوسنے ایک حالت مین دیکھا اور اوس سے متنبہ ہوا -

(۳) تیسرے یہ کہ گذشتہ واقعات سلف پر اوسنے غور کیا اور اُنکے نتایج و اسباب بھلائی یا برائی پر اوس نے فکر کی

اور اوسکا حفظ ما تقدم کیا - پہلا مرتبہ اسکا تاکید کا ہے اور تیسرا مرتبہ اسکا علم تاریخ سے متعلق ہے - پس علم تاریخ سے اون واقعات (ما لا یخفی) کا حل ہوجاتا ہے جو خود اوپر وارد ہوتے ہین - یا وہ گذشتہ لوگون کے اون واقعات سے (جو اونکو حایل ہوے تھے - اور جنکو اونہون نے اپنا مقدمہ سمجہا تہا اوسمین غور و فکر کیا تہا اوسمین مشورہ لیا تہا - یہان تک کہ خود اونکے واقعات کو اونہون نے اپنے مفید یا مضر ثابت قرار دے لیا تہا -) اپنے کو پابند کرلیا ہے - کیونکہ مشورت سابق بہ نسبت مشورت حال کے زیادہ بہلی ہوتی ہے لہذا علم تاریخ پر غور کرنے سے جو نتیجہ کہ تمام عقلاء روزگار کی عقل کا ہو وہ اوسکو دفعتاً حاصل ہوجاتا ہے - جس سے اوسکی عقل و فضیلت کی زیادتی صحت رائے تدبیر صائب و رائے صواب کا مرتبہ حاصل ہونا کوئی تعجب کی بات نہین -

حکیم "بزرجمہر" کا قول ہے کہ علم تاریخ ہی موید و معین رائے صواب ہے - غرضکہ علم تاریخ پر غور کرنے سے دنیا کے عجیب عجیب انقلابات کا پتا ملتا ہے اور ایک قدرت قاہرہ پروردگار معلوم ہوتی ہے - امرا و حکام کو زیادہ احتیاج اِس علم کی طرف ہے کیونکہ یہی وہ لوگ ہین کہ جنکے زبردست ہاتون مین مصالح انتظام ملکی سپرد ہین اور جنکی عموماً فکر امور سلطنت مین مستغرق ہونی چاہیے بہرحال میری غرض اسقدر ہے کہ مین قلعہ آدگیر کے اون قدیم عمارات کے موجودہ صورت حال کو بتلاؤن جنکے بروی تاریخ یا بروی تحقیق کچھہ نہ کچھہ حالات معلوم ہوسکتے ہون کیونکہ نہ معلوم پہر تہوڑی دیر کے بعد - چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد کا عمل نہو جاے -

راقم

نواب فرامرز جنگ

خلاصۂ تاریخ اُدگیر

مصنفۂ

نواب فرامرز جنگ بہادر اول تعلقدار ضلع ایلگندل

وجہہ تسمیہ اُدگیر اُدگیر ایک قدیم بستی ہے اور کسی زمانہ مین اسکی آبادی ایک شہر کی سی رونق رکھتی تہی۔ مگر آج وہ صرف ایک تعلقہ ہے جو ضلع بیدر مین شامل ہے اور بیدر سے غربی جانب (۲۰) کوس کے فاصلہ پر ملتا ہے اسکے ویران اور اداس چہرہ سے ہر ایک سیاح کے مستقل اور کہوج والی طبیعت پر اوس کے قدیم شان و شوکت کا وہ عکس پڑہتا ہے جو درحقیقت اسکے ابتدائی نشو ونما کے جلوہ گر اسباب تہے اور بلا تامل طبیعت یہہ پکار اٹہتی ہے کہ یہہ قدیم بستی تہی اور کسی زمانہ مین آباد بہی تہی لوگون کا بہی بیان ہے کہ آج اسکی آبادی کو کوئی آٹہہ سو (۸۰۰) برس سے زاید کا زمانہ ہوتا ہے اور عجب نہین کہ یہہ صحیح ہو کیونکہ بہت سے اس کے قدیم شاندار عمارات کے گرے ہوے آثار اور ویران کہنڈر اپنی ہیبت ناک سین مین اسکی قدامت کا ثبوت دے رہے ہین غرضکہ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اس چٹیل میدان پر کہ جہان اسوقت قلعۂ اُدگیر کی مستحکم عمارت ہے ایک برہمن فقیر نے اپنی جہونپڑی باندہی اور رہنے لگا جب رفتہ رفتہ آبادی بڑہتی چلی تو اوسی فقیر کے نام سے جسکا نام اددی گیر سامی تہا یہہ بستی مشہور ہوئی۔ اور آج تک یہی نام اسکا پکارا جاتا ہے۔ اگرچہ کسی تاریخ سے اسکا ثبوت نہین مگر متواتر بیان یہان کے باشندونکا ہے جو علم یقینی تک پہونچا دیتا ہے۔ اور ہمارے اس خیال کی تائید اس چشم دید واقعہ سے بہی ہوتی ہے کہ ایک قدیم دیول اسوقت تک قلعۂ اُدگیر مین موجود ہے جو اوپر کے چبوترہ سے (۵۰) فٹ گہرائی مین واقع ہے اور اس کے سامنے ایک سنگ بست عمیق باولی بنی ہوی ہے اور لوگ برابر پوجا کے لیئے آیا جایا کرتے ہین اس دیول کے متعلق سرکاری معاش بہی تہی جو آج بارہ (۱۲) سال سے موقوف ہو گئی ہے

کتاب کرشنس گند مین ایک دوسری وجہ اس نام کے ہونیکی تبلائی گئی ہے -

ہندوون کے پاس یہہ ایک معتبر کتاب ہے، جو محض اونکے مذہبی خیالات پر مبنی ہے اوس کتاب مین تحریر کیا گیا ہے کہ ایک دن مہادیو سے اوسکی جورو پاربتی سنے پوچہا کہ اگر کسی شخص سنے زاید گناہ کئے ہون تو وہ کونسا طریقہ ہے جو تہوڑی سی پرستش مین معاف ہو مہادیو نے کہا کہ کرتا جوگ مین ایک - اودلنگ روشی - رہتا تہا اور اوسکی جورو بڑی سفاک تہی وہ اوس سے تنگ ہوکر میری پرستش کرنے لگا مین خوش ہوکر اوسپر ظاہر ہوا اور کہا کہ تو یہین بیٹہہ ایک لنگ* خود بخود زمین سے ظاہر ہوگا تو اوسکی پرستش کرنا اور مین غائب ہوگیا دو روز کے بعد وہ لنگ زمین سے پیدا ہوا اور وہ روشی تمام عمر اس کی پرستش مین گذارا جب کل جگ آیا تو وہ روشی غائب ہوگیا اور اسی زمین پر قلعۂ اُدگیر کی بنا پڑی اور رفتہ رفتہ جب آبادی بڑہنے لگی تو اوسی روشی کے نام سے (اُدگیر) مشہور ہوا -

* پوتی انند تلسی | یون قصہ لکہا گیا ہے کہ مہادیو کی جورو پہ بہسم ایشور - عاشق ہوا اور اسی خیال سے مہادیو کی خدمت مین وہ رہا یہانتک کہ مہادیو اس کی خدمت گزاری سے خوش ہوکر کہا کہ کیا مانگتا ہے مانگ اوس سنے جواب دیا کہ - مجہے یہہ عنایت کرو کہ مین جس کے سر پہ ہاتہہ رکہون اسوقت وہ بہسم ہوجاسے یعنے فنا ہوجائے چنانچہ مہادیو نے اوس کو وہ کرامت عطا کی - اب اوس نے خود مہادیو کے سر پر ہاتہہ رکہنا چاہا اور اسکو غارت کرکے اوسکی جورو پاربتی کو اٹہا لیجانے کی نیت کی تہی - مہادیو اس ارادہ سے واقف ہوکر جنگل بہاگا اور یہہ اوسکا پیچہا کیا اور ایک مدت تک جنگل پہاڑون مین پہرتے رہے - آخر - نارائن - سے ملاقات ہوئی اوسنے اپنا جوگ بدل کر بشکل پاربتی ہوکر اوسکو غارت کیا جب کہین مہادیو کو امن ملا - مہادیو کی عمر ۴۰ لاکہہ برس کی تہی -

* پوتی انند تلسی | مین لکہا ہوا ہے کہ ایک دن مہادیو اور پاربتی چوسر کہیل رہے تہے - پاربتی چالاکی سے بازی جیت گئی اور جو شرط اون مین ہوئی تہی اوسکی خواستگار ہوئی - غرضکہ قیا مین یہانتک جہگڑا ہوا کہ مہادیو ناخوش ہوکر جنگل جاکر ایک غار مین گہس گیا - اسکے بعد پاربتی اور اسکے لڑکے مع دیگر دیوتون کے اوس غار پر گئی - اور مہادیو کو باہر نکلنے کے لئے کہی مگر وہ نہ آیا آخر یہہ صلاح ٹہری کہ مہادیو کے بدن سے تبرکاً کچہہ نہ کچہہ لیا جائے چنانچہ اس ارادہ سے پاربتی اوس غار مین مہادیو کے پاس گئی اور اسکے بدن کا ٹکڑا مانگا - مہادیو نے کہا کہ کہان کا چاہتی ہے وہ جواب دی کہ جہان کا مناسب ہو - مہادیو سنے پاربتی کے کہنے کو شہوت کا اشارہ سمجہکر اپنا - آلۂ تناسل - کاٹکر پاربتی کے ہاتہہ مین رکہہ دیا اور وہ اوس کو لئے ہوئے بصد تعظیم باہر آئی - اور اس وقت سے پوجا اسکی شروع ہوئی - مہادیو اس صدمہ سے مرگیا اوس کے مرنے کے بعد سب ملکر اپنے سر پہ دہول اٹہائی چنانچہ ابتک یہی رسم بنام زدہولی جاری ہے - ۱۲

کیفیت بناء قلعۂ اُدگیر قلعۂ اُدگیر ایک مستحکم قلعہ ہے اور قلعۂ بیدر سے غربی جانب واقع ہے۔ ابتک اسکی موجودہ حالت سے اسکی قدامت کا ثبوت ملتا ہے۔ لوگونکا بیان ہے کہ یہہ قلعہ بریدیونکا بنایا ہوا ہے لیکن کتب سیر سے اگرچہ بالتخصیص نہین مگر بالتعمیم اتنا معلوم ہوتا ہے کہ خاندانِ بہمنیہ کے زمانہ مین اسکی بنیاد پڑی ہے۔ یہہ نہین معلوم ہوسکتا کہ کس بادشاہ بہمنی نے اسکی بنیاد ڈالی۔ تاریخ فرشتہ سے پایاجاتا ہے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے اپنے اواخر زمانہ سلطنت مین قاسم برید کو جو پہلا بریدی خاندان کا غاصب بادشاہ ہے علاوہ منصبِ وکالت وطرفداری بیدر کے قلعۂ اُدگیر و قندھار و اوسہ کو سنہ ۸۹۵ھ مین بطور جاگیر عنایت کیا تہا جسپہ وہ قابض رہا۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ قلعہ اسوقت بہی موجود تہا۔ اب یہہ امر کہ کس نے اسکو بنایا تاریخ سے مشتبہ ہے قیاساً یہہ کہاجاسکتا ہے کہ غالباً بہمنی خاندان کے عروج کے وقت مین کسی نے بنایا ہو۔

قاسم برید[٭] سنہ ۹۱۰ھ مین جب شہر بیدر کا خودمختار بادشاہ ہوا تو اسوقت اس نے اپنے بیٹے امیر برید کو یہہ قلعہ سپرد کیا سنہ ۹۲۳ھ مین امیر برید نے خداوند خان حبشی جاگیردار ماہور سے اس قلعۂ اُدگیر پہ سخت لڑائی کی اور اسی لڑائی مین وہ حبشی مارا گیا اور امیر برید قابض رہا۔ سنہ ۹۳۷ھ مین جب امیر برید بمقام بیدر عادل شاہ بیجاپور کے مقابلہ مین لڑائی کی اور گرفتار ہوا جس کے بعد عادل شاہ بیجاپور نے امیر برید کی جان بخشی کی اور اسکو رہا کیا تو اسوقت سے امیر برید قلعۂ اُدگیر مین سکونت اختیار کی اور حکومت شہر بیدر سے اُسوقت تک علحدہ رہا جبتک کہ عماد الملک گورنر برار کی سفارش کی وجہہ سے عادل شاہ بیجاپور نے پہر حکومت شہر بیدر امیر برید کے حوالہ نہ کی۔

امیر برید کے بعد علی برید جو تیسرا بریدیونکا بادشاہ تہا قلعۂ اُدگیر پہ قابض رہا۔ سنہ ۹۵۲ھ مین قلعۂ اُدگیر و قلعہ اوسہ پہ

٭ برید دراصل غلام کو کہتے ہین۔ قاسم برید یہہ بریدیونکا پہلا بادشاہ ہے جو سلطنت بہمنیہ کے زوال کے بعد سنہ ۹۳۳ھ مین خودمختارانہ قابض ہوگیا تہا۔ جس بریدی خاندان کے علاقہ مین کل ملکِ دکن (۱۰۴) سال تک رہا۔ بعد ان کے سنہ ۱۰۲۶ھ مین عالمگیر بادشاہ کا قبضہ ہوا جس نے ملک فرحان حبشی غلام سے شہر مذکور کو سنہ ۱۰۶۶ھ مین فتح کیا چنانچہ عالمگیر کے اکثر کتبہ جات عمارت پر اسوقت تک کندہ شدہ ہین۔
قاسم برید ترکی قوم کا غلام تہا جسکو شہاب الدین علی یزدی نے ایران سے لاکر محمد شاہ لشکری بہمنی کو فروخت کیا تہا محمد شاہ لشکری بہمنی کے زمانہ مین قاسم برید منصبِ وزارت تک پہونچا۔ سنہ ۸۹۰ھ مین اسکو قلعۂ اُدگیر بطور جاگیر ملا سنہ ۹۰۹ھ مین یہہ بیدر کا بہی محاصرہ کیا اور محمود شاہ بہمنی کو بالکل بیدخل کیا اور سنہ ۹۱۰ھ مین یہہ مرا۔ جس کے بعد اسکا بیٹا امیر برید قابض رہا۔

علی برید سے اور برہان نظام شاہ والی احمدنگر اور عادل شاہ بیجاپور سے لڑائی ہوئی جسمین علی برید کو شکست فاش ہوئی اوران ہر دو قلعون کو علی برید کی فوج احشام نے تنگی آذوقہ کی وجہہ سے برہان نظام شاہ کے سپرد کردی چنانچہ اسوقت تک بعض بعض عمارات قلعۂ اُدگیر پر برہان نظام شاہ کے کتبہ جات ہین جو آگے آوین گے۔

ایک عجیب روایت راماّنا نامی وطندار سے بالمشافہہ مین نے گفتگو کی اوس نے بیان کیا ایک قطعۂ زمین میرے اباواجداد کو اوس صلہ مین ملی جو اوسے سلطان ہمایون شاہ ظالم بہمنی بیدر کے ساتہہ خون ریزی مین گئے تہے اوسکا بیان ہے کہ جسوقت چاندنی برج قلعۂ اودگیر کی بنیاد پڑی تو اُسوقت اس برج کی یہہ حالت تہی کہ ادہر بناتے تہے اور ادہر گرتا تہا چنانچہ ہمایون شاہ کے مصاحبون نے اوسکو یہہ صلاح دی کہ یہہ (بہگش) مانگتا ہے چنانچہ ہمایون شاہ ظالم نے اس وطندار کے دادا کو اس برج کے نیچے زندہ دفن کیا اسوقت اس برج کی بنیاد پڑی اور ابتک اس کے پس ماندگون کے نام جنہین یہہ وطندار شامل ہے ایک قطعۂ زمین بروئے سند دیگئی ہے سند مین کوئی ایسا مضمون نہین ہے لیکن اسمین شک نہین کہ ہمایون بیدر مین ایک ظالم بہمنی بادشاہ گذرا ہے عجب نہین کہ ایسا ہوا ہو کیونکہ اوس کے نزدیک کسی انسان کا خون کوئی چیز نہ تہا۔ آئندہ دروغ بگردن راوی۔

جغرافیۂ اُدگیر اُدگیر بیدر سے غربی جانب (۲۰) کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کسی تاریخ مین اس کے قدیم جغرافیہ کے حالات ہمکو نہ ملے لیکن منعم خان ہمدانی اورنگ آبادی کے قدیم قلمی مصنفہ نسخہ مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ جب دکن شاہان تیموریہ کے قبضہ سے علیحدہ ہوا اور نواب نظام علیخان بہادر کے قبضہ مین آیا تو اسوقت اودگیر بحیثیت ایک پرگنہ کے سرکار ناندیڑ مین شامل تہا اور سرکار ناندیڑ صوبۂ بیدر کا ماتحت تہا اوسوقت اُدگیر (۲۰۵) مواضع پر مشتمل اور اسکا محاصل دو لاکھ [illegible] تہا۔

اس وقت اُدگیر ایک تعلقہ ہے جو ضلع بیدر کے ماتحت ہے کُل رقبہ اسکا (۳۰۶۲۸۲) ایکر لہ ۲ گنٹہ ہے کُل مواضعات و مقطعہ جات اسکے (۲۱۲) ہین جنکی تفصیل حسب ذیل ہے:-

(۱) بندوبست شدہ ۱۴۴

(۲) غیر بندوبست شدہ ۸

(۳) مقطعہ جات ۴

(۴) حصہ جاگیر ۶

خانہ شماری و مردم شماری

قسم مواضع	تعدادِ مواضع	تعداد مکانات	تعداد مردم
(۱) خالصہ مواضع	۱۵۸	۱۷۷۴۸	۹۵۷۲۴
(۲) مقطوعجات	۲	۳۰۳	۱۶۵۰
(۳) جاگیراتِ غیر مستثنیٰ	۴۴	۳۳۷۲	۱۸۳۴۸
(۴) جاگیراتِ مستثنیٰ	۸	۱۲۵۱	۹۷۴۵
میزان	۲۱۲	۲۲۶۷۴	۱۲۵۴۶۷

کل رقبہ مواضع تعلقہ خالصہ	تعداد موضع	رقبہ
	۱۵۸	۳۳۰۶۲۸۲ ۱/۴

تعداد درگاہ و مندر

		معاش
(۱) ۹ - درگاہ	معاش	۱۸ ۵ / ۴ر۹ر
(۲) ۱۴ - مندر	"	۱ ۵ / ۱۱ر۱۱ر
(۳) ۹ - مساجد	+	+

آب وہوا و پیداوار وغیرہ گو اس بستی کو بلحاظ اپنی پستی کے جو بہت نشیب مین واقع ہے آب وہوا کے لحاظ سے مرطوب کثیف ہونا چاہئے تہا لیکن بخلاف اوسکے ہوا یہان کی نہایت ہلکی لطیف اور پانی بہت سبک لذیذ ہوا مین فرحت اور پانی مین عجیب قوت ہے خصوصاً بہوت بادلی جسکو عرف مین دودہ باؤلی بہی کہتے ہین اسکا پانی بستی کے اکثر باولیون سے ہلکا اور ہاضم اچہا ہے ۔

پیداوار - یہان جوار - گیہون - چنا - باجرہ - مونگ - السی وغیرہ بکثرت ہوتا ہے - شکر اور گڑ عجیب قسم کا دانہ دار ہوتا ہے جو علاقہ تلنگانہ مین غالباً میسر نہین ہوسکتا - اکثر باغات کا سلسلہ بستی کے قرب وجوار مین ہے اور زیادہ تر

جام - بیر - انار یہان ہوتے ہین ہر موسم مین ترکاری عمدہ اور سستی ملتی ہے لوگ یہان کے محنتی اور قوی بہی ہوتے ہین اور زیادہ تر انکی طبیعت محنت کے طرف راغب رہتی ہے -

یہان ہتہیار وغیرہ مثل تلوار - گپتی - جنبیہ وغیرہ کے تیار ہوتے ہین وہان کے مزارعین کا مقولہ ہے کہ مسلمان اکثر کاہل اور بہت کم زراعت کی طرف توجہہ کرتے ہین عموماً منشی پیشہ لوگ ہین - تعداد مین ہندو بہ نسبت مسلمانون کے زاید ہین - تجارت پیشہ بہی عموماً یہی لوگ ہین ساہوکار بہی کسیقدر یہان ہے معتبر اور صاحب دول بہی اگر کچہہ لوگ ہین تو مارواڑی یا اور دیگر اقوام کے ہین جنکی جائداد لاکہہ لاکہہ روپیہ سے کم نہین ہے زبان یہان کی مرہٹی - کنٹری ہے - اردو بہی بکثرت بولی جاتی ہے سرکاری دفاتر بالکل اردو مین ہین -

بستی کی موجودہ حالت | آبادی اس بستی کی بالکل نشیب مین ہے دور سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ کچہہ نہین ہے تاوقتیکہ قریب قریب بستی کے نہ آئین - گو اسوقت بستی کے (۶) دروازے قایم ہین اور کہین کہین قدیم آثار اس بستی کے اطراف حصار کے بہی معلوم ہوتے ہین - جس سے ثابت ہوتا ہے کہ گذشتہ زمانہ مین ضرور کبہی نہ کوئی حصار ہوگا - لیکن آج اِسوقت اس چٹیل سینڈ کے قدرتی حصار کے سوا اور کوئی حصار بستی کی حفاظت کا نہین ہے -

یہہ بستی بیدر سے (۲۰) کوس کے فاصلہ پر ہے جس کے دشوار گذار راستے ہین جو روڑون پتہرون سے پٹا پڑا ہے (۲) مسافر خانے ملتے ہین جو خاص (ہنٹلمین) سافرین کے لئے بنائے گئے ہین اور تیسرا مسافر خانہ اس بستی کے باہر ایک بلند ٹیلہ پر ہے جہان بکثرت مسلمانون کی قبرین اور ایک درگاہ شاہ محمد قادری کی ہے -

بستی کے عام کشادہ چار راستے ہین جنکی وسط مین ایک (چوبارہ) بیدر کی طرح یہان بہی ہے - یہہ ایک قدیم عمارت اور ایک پتہر کے بلند چبوترہ پر واقع ہے صرف اِس کی ایک برج نما شکل ہے جسمین کسیقدر رہنے کی بہی جگہہ ہے چنانچہ اِسوقت اِسمین تہانہ پولس ہے کل اِسکی بلندی سطح زمین سے (۱۰۰) فٹ ہے اور عرض (۲۵) فٹ جب ہم چوبارہ سے جانا چاہین تو راستون کی اسطرح تقسیم ہوگی -

(۱) پہلا راستہ چوبارہ سے دیونی دروازہ جاتا ہے -

(۲) دوسرا راستہ قلعہ کے دروازہ کو جاتا ہے۔

(۳) تیسرا راستہ چوبارہ سے تالاب دروازہ کو جاتا ہے جس کے باہر ایک وسیع تالاب ہے۔

(۴) چوتھا راستہ چوبارہ سے نٹری بن دروازہ کو جاتا ہے۔ سڑکیں پتھر یلی اور راستے کشادہ ہیں۔ اکثر عمارتیں قدیم اور بالکل شکستہ اور ویران ہیں۔ اور اکثر حصہ بستی کا اسوقت غیر آباد اور ہر جگہہ ویرانہ ہے۔ علاوہ ان چار بستی کے دروازون کے دو دروازے اور ہین۔

(۵) قندہاری دروازہ جسپر (کتبہ ہے)

(۶) پیٹھ دروازہ جسپر بھی کتبہ ہے۔

(کتبۂ قندہار دروازہ) یہہ کتبہ سیدہے جانب دروازہ کے ایک پتھر پر کندہ ہے۔

بحکم حضرت نواب مستطاب جہان ٭ بعہد عصر سزاوار ملک عالیشان ٭ بنا نمودہ حسن خان یکی مغل از قوم ٭ رواق تحفہ نمودہ در علی سار وان (یہان پڑہا نہین جاتا) پس از رواق بناکردہ سال تاریخش ٭ بساط قصر تو لایق عبور شاہ شہان۔ ۱۱۰۱ھ

(کتبۂ پیٹھ دروازہ) بتاریخ غرۂ شہر ربیع الاول ۱۱۰۲ھ یکہزار و یکصد و دو ہجری در قلعداری خانِ عالیشان قاسم خان باہتمام میر ابو المعالی احداث یافت۔ ۱۱۰۲ھ

موجودہ مکانات اندرونِ قلعہ | (۱) بڑا محل (۲) نقشی محل (۳) فراش خانہ۔ (۴) باورچیخانہ۔ (۵) جامع مسجد۔ (۶) پہلے باہر کے دروازہ سے آخر اندر کے دروازہ تک قلعہ کے جو مکانات ہین۔ (۷) کوٹھہ۔ (۸) کوٹھہ سلاح خانہ۔ (۹) رنگین محل۔ (۱۰) مسند راودے گیر سوامی۔ (۱۱) باغ نگینہ عاشورخانہ۔

مکانات شکستہ۔ | (۱) مکان بی بی صاحبہ۔ (۲) شمشاد بی کا محل۔ (۳) کچہری نواب جہانگیر یار جنگ قلعہ دار۔ (۴) کچہری نواب سزاوار الملک۔ (۵) روشن محل۔ (۶) پنجہ خانہ جو باغ نگینہ مین واقع ہے۔

تعدادِ چاہ جس مین اُتر سکتے ہین۔ |

کُل باو‌ڑیان جو بستی مین ہین (۱۵) ہین جنکے موجودہ نام حسب ذیل ہین:-

(۱) پچی باؤلی - یہہ باؤلی متصل ہے درگاہِ حضرت خواجہ صدرالدین بادشاہ صاحب قادری قدس سرہٗ
جس کی تین سیڑھیاں ہیں - اور تین سیڑھی کی باؤلی بہی اوسکو کہتے ہیں - اور پانی بہت ہی اوپر ہے جس کی تہہ
پانی کی بیرونی سطح سے کوئی (۲) گز نیچے ہوگی اور لطف یہہ ہے کہ ہر موسم میں ایک ہی مقدار کا پانی اسمیں رہتا ہے
اور ہمیشہ ملتا ہے - (۲) بہوت باؤلی - جسکو دود باؤلی بہی کہتے ہیں کیونکہ پانی اِس باؤلی کا نہایت لذیذ ہے -
(۳) بیر سندہی باؤلی - (۴) حضرت چاند صاحب کے درگاہ کی باؤلی - (۵) کندہ باغ کی باؤلی - (۶) راج محمد باؤلی
(۷) خطیب کی باؤلی - (۸) ہوگی سامی کی باؤلی - (۹) مرکہن گلی کی باؤلی - (۱۰) دہرم سدین کی باؤلی
(۱۱) مومن گلی کی باؤلی - (۱۲) دیسکھہ باغ کی باؤلی (۱۳) دہیاپور باؤلی - (۱۴) رستم باؤلی - جو شکستہ
حالت میں ہے - (۱۵) رکیڑی باؤلی - جو قریب بہوت باؤلی کے ہے شکستہ حالت میں ہے -

قلعہ اُدگیر کی موجودہ صورت

یہہ قدیم قلعہ ابہی تک نہایت مستحکم ہے اور بستی کے جنوبی جانب ایک بہت
بڑے نشیب میں واقع ہے جس کے اطراف خندق محیط ہے کُل زمین اِس قلعہ کی (   ) ایکر ہے -
خندق کی گہرائی (۴۰) فٹ ہے اور عرض (۲۰) فٹ فصیل قلعہ (۳۰) فٹ بلند ہے اِس کے چار
مشہور برج حسب ذیل ہیں -

(۱) جمنا برج - اِس کے اوپر ایک توپ (   ) فیٹ لانبی ہے - جسپر کتبہ بخط نسخ لکھا ہوا ہے
اور علاوہ اِس کے ایک اور توپ بہی ہے -

(۲) مانک برج - یہہ بیچارہ توپ کے بار سے ہلکا ہے -

(۳) گیتی برج - اسپر دو توپیں ہیں ایک کا نام شیر بچہ اور دوسری بے نام ہے -

(۴) فتح برج - جسپر ایک توپ لگی ہے مستطیل علاوہ اس کے ایک توپ جسپر کوئی کتبہ
نہیں ہے قلعہ کے اندرونی دروازہ میں گاڑی پر رکھی ہوئی ہے -

ایک تحصیل کی کچہری میں شکستہ توپ پڑی ہے -

اب کوٹھون کے اوپر جو برج ہین وہ کُل پندرہ ہین -

یہہ قلعہ بستی کے جنوبی جانب واقع ہے اور راستہ اِس کا چوبارہ سے قلعہ دروازہ کو ہوتا ہوا ایک بہت بڑے نشیب مین پہونچاتا ہے جہان پر اکثر قدرتی زمین کے ٹیلون کے نشیب و فراز نے اس کے مستحکم قدیم دیوارون کو ہیبت ناک بنادیا ہے - خندق کی نسبت اور گہرائی بہی اسقدر ہے کہ اِس کے بلند کنگورونپر سے دیکہنے مین آنکہین پتہرا جاتی ہین چکر آنے اور آنکہون مین اندہیرا چہانے لگتا ہے کُل دور اسکا مکسر (۴۰۰) سراسری گز ہے پہلے ایک بہت بڑی سنگ بستہ کمان ملتی ہے جس سے گذرنے کے بعد سامنے سے قلعہ کا پہلا دروازہ کوئی (۵۰) قدم کے بعد دکہائی دیتا ہے - لیکن ہم ابہی دروازۂ قلعہ تک پہونچ نہین سکتے تاوقتیکہ قلعہ کے خندق کو طی نہ کرلین جسپر ایک پل بنا ہوا ہے - اس کمان کے مقابل کچہہ قدیم افتادہ شکستہ مکانات ہین جس کی اسوقت بالکل چہت گر گئی ہے - اور عقب مین اوس کے ایک عاشور خانہ ہے غرض کہ جسقدر اِس کمان کے مقابل کا حصہ ہے وہ باغ نگینہ کہلاتا ہے ہمکو یہہ معلوم نہین ہوسکا کہ اسکی وجہہ تسمیہ کیا تہی اور کسکا یہہ بنایا ہوا ہے قلعہ کی بیرونی دیوارون مین اکثر جا بجا دیول کے پتہر نصب ہین جسپر ہاتی وغیرہ کی صورتین نہایت صنعت سے تراشے ہوئے ہین - کہتے ہین کہ یہہ پتہر ایک قدیم بہوانی کی دیول توڑوا کر منگائے گئے ہین جسکی نہایت مستحکم اور شاندار عمارت اس نواح مین تہی -

پہلا دروازہ اس کا جو خندق کے طی کرنے کے بعد ملتا ہے نہایت استحکام کے ساتہہ بڑی ثابت قدمی سے کہڑا ہوا ہے اور بالکل لوہا اسپر جڑا ہوا ہے اس دروازہ کے اندرونی حصہ مین (۶) کماین ہین جس مین بدستور قدیم ابتک قلعہ کے احشام کے لوگ رہتے ہین - دوسرا دروازہ بہی ویسا ہی شاندار ہے جیسا کہ پہلا تہا لیکن اِس مین صرف دہنے بائین جانب (۲) کماین ہین اور سامنے کچہہ وسعت بہی ہے تیسرا دروازہ اِس قلعہ کا جو بہ نسبت اون دو دروازون کے بلند و مستحکم ہے اندہیرہ دروازہ کہلاتا ہے جس کی بلندی غالباً (۱۰۰) فیٹ کی ہے -

اس کے اندرونی جانب دو طرفہ کمانین ہین جن گئے اوپر چہت بہی ہے اور یہی وجہہ ہے کہ اسین اندہیرا رہتا ہے ایک چہوٹی سی توپ اس کے ایک کمان مین گاڑی پر رکہی ہوئی ہے اور کچہہ لوگ بہی ان کمانون مین رہتے ہین غرض کہ جب ہم ان (۳) دروازون سے گذرجائین تو حسب ذیل ہمکو قلعہ کے اندرونی مکانات دکہائی دینگے جن کے آج گرے ہوے درودیوار کے شکستہ آثار اور جن کے چونے مٹی کے ڈہیر اور پتہر کے روڑون کے انبار کی قدامت کے سوا اور کوئی ثبوت نہ مل سکیگا۔

ہان بعض ایسے مکانات بہی ہین جنپر کسی نہ کسی قسم کا کتبہ ہے جس سے اون کے قدیم حالات کا ایک نہ ایک ثبوت مل سکتا ہے۔

مندر اودے گیر سامی	تہوڑی دیر کے لئے تم قلعہ کے پہلے دروازہ کے طرف چلو جس کے سیدہے جانب سے ایک

راستہ بطور گلی کے مستطیل چلا جاتا ہے یہہ راستہ اودے گیر باوا کے مندر تک پہونچاتا ہے اور فصیل قلعہ کے گرداگرد ہے یہہ مندر کوئی (۶۰) فیٹ فصیل کے نیچے واقع ہے جس کے سامنے ایک مربع باؤلی سیڑہیون کی بنی ہوئی ہے پانی کسیقدر خراب اور یہہ بہہ کر باہر خندق مین چلا جاتا ہے۔ اسوقت تک ایک گوسائین یہان کی جاروب کشی کرنے کے لئے پڑا رہتا ہے۔ کچہہ معاش بہی سرکار سے اس مندر کے متعلق ہے۔

یہہ وہی اودے گیر باوا ہین جن کی نسبت لوگون کا بیان ہے کہ (۸۰۰) برس پہلے یہان آئے تہے پہر یہین سکونت اختیار کرلی اور جن کے نام سے یہہ بستی آباد ہوئی۔

مکان کچہری دوم تعلقدار صاحب بیدر	یہہ مکان جسمین اسوقت کچہری دوم تعلقدار صاحب کی ہے کچہہ درست کرلیا

گیا ہے اور قلعہ کے اندہیری دروازہ پار ہونے کے بعد سیدہی جانب ملتا ہے دالان وپیش دالان جلوخانہ کے طور پر ہے جسمین کل (۶) کمانین فیل پایہ کے ہین اور اوپر اس کے ایک بنگلہ ہے جسمین جہانگیر یار جنگ کی کچہری ہوا کرتی تہی اور حال مین نادر علی میرزا دوم تعلقدار کے رہنے کی جگہہ تہی۔ اسوقت یہہ مکان خراب وافتادہ ہے۔

مکان سزاوار الملک	سزاوار الملک جہانگیر یار جنگ کے دادا تہے جنکا یہہ مکان بنایا ہوا ہے اور یہہ مکان

برج گرد برج کے عقب مین واقع ہے - اس مکان کا ایک اندرونی راستہ اسی پہلے مکان سے ہو کر جاتا ہے - اور ایک راستہ اسکے بازو سے - لیکن یہہ مکان تین مکان اوپر کے طے کرنیکے بعد ملتا ہے جسکا پہلا دروازہ محض ایک پتھر کی کمان ہے جو (۷) فٹ طول اور ۴ ½ فٹ عرض مین ہے -

اس کمان کے اوپر ایک ہشت پہلو پتھر کا حوض نہایت خوبصورتی سے تراشا ہوا ہے -

اور کمان کے سیدھے جانب ایک سبز پتھر پر نہایت عمدہ خطِ نستعلیق سے کتبہ شاہ جہان کے وقت کا کندہ ہے - اور کمان کے اوپر بھی کچھہ لکھا ہوا ہے -

کتبۂ کلان | درعہد حضرتِ سلیمان الزمانی صاحب قران ثانی شاہ جہان بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہٗ عمدۃ الملک خانِ دوران بہادر نصرت جنگ بتاریخ ہفتم شہر جمادی الاول ۱۰۴۹ھ فتح برج قلعہ ادگیر رانہ ساعت بر آمدہ مفتوح ساخت وبتاریخ چہارم شہر مذکور سنہ الیہ حسب الحکم جہان مطاع قلعہ مذکور حوالہ کمترین خانہ زادانِ درگاہ معلی - مغل خان - زین خان - کوکہ - شد - آن برج را در شہر ذوالعقدہ ۱۰۴۹ھ باتمام رسانید -

اس پتھر کے چار گوشون پر یہہ اسماء ہین - یا معین - یا فتاح - یا رفیع - یا کریم -

یہہ کتبہ زین العابدین کا لکھا ہوا ہے جسکا نام بھی درج ہے اِن کتبہ جات سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مکان دراصل ۱۰۴۹ھ مین بنایا ہوا ہے جسکو (۳۲۹) سال کا عرصہ ہوتا ہے - اور یقیناً جب اس قلعہ کو مرتضیٰ نظام شاہ والی احمد نگر نے فتح کیا تو غالباً ملک مرجان کے وساطت سے جو اونکا ایک اہلکار ہوگا اس عمارت کی بنیاد پڑی کیونکہ الفاظ کتبہ کمان کے اسباب کو ظاہر کرتے ہین کہ مکان سزاوار الملک کا بنایا ہوا نہین ہے ہمنے جو اس مکان کو سزاوار الملک کیطرف منسوب کیا وہ اسوجہہ سے ہے کہ عموماً یہان کے لوگ اسکو سزاوار الملک کا مکان بتلاتے ہین ممکن ہے کہ اس کے بعد سزاوار الملک اسمین سکونت پذیر ہوئے ہون کیونکہ وہ بھی یہان کے ایک قلعدار تھے - کمان کے بازو کا جو ایک کتبہ ہے وہ درحقیقت شاہ جہان کے فتوحات کا شاہد ہے نہ اس مکان کے بانی کا بتانے والا - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی وجہہ سے یہہ کتبہ یہین لگا دیا گیا -

سیدھی جانب کی کمان۔ شاہِ* عالم مرتضی نظام شاہ سلطانی ز این عمارت شد زمرجان فرمان عالی

بائین جانب - کہ این رواق زد خانہ بزینت - از طفیل علی و الِ علیت -

اس کمان کے مقابل ایک بنگلہ ہے جو ابتک درست ہے یہہ بنگلہ اوسی نیچے کے مکان پر واقع ہے جسمین دوم تعلقدار کی کچہری ہے جسکا ہمنے پہلے ذکر کیا - اس مکان کے پہلومین ایک قطعہ اور ہے لیکن بہت خراب ہوگیا ہے - جب ہم اِس مکان کے اندر ہوجائین تو اپنے آپ کو ایک وسیع میدان مین پائینگے جس مین ایک سنگ بستہ چبوترہ پر ایک عالیشان عمارت ہے جسکا طول (۶۰) فٹ اور عرض (۴۰) فٹ ہے اور جس کے (۴) درجہ ہین دالان در دالان اُوپر کا حصہ بالکل کہلا ہوا ہے جسمین فیل پایہ کے کمانین اوتارے ہین کل (۱۷) کمانین اور (۶) حجرہ ہین جنکی چہت بالکل گرگئی ہے دیوارین صرف قایم ہین - سامنے ایک چبوترہ ہے - جس کے نیچے ایک چہوٹا سا پتہر کا حوض ہے جو (۵) فٹ طول و عرض مین ہی ہوگا - غرض کہ مکان کی بالکل حالت شکستہ و بوسیدہ ہے اور اِسمین ایک عجیب حمام خانہ ہے -

حمام خانہ سزاوار الملک | اس مکان کے اندرونی حصہ مین جنوبی جانب ایک مستحکم دومنزلہ عمارت ہے جو صرف حمام کے لئے بنائی گئی تہی - پانی جو اِس مکان پر چڑہایا گیا ہے وہ عجیب صنعت سے ہے کہ چہت پر اِس مکان کے کوئی (۶) فٹ طول اور (۴) فٹ عرض کا ایک سنگ بستہ حوض ہے جسمین (۲) نل لگے ہوے ہین اور پہلومین اِس حوض کے کوئی (۲۰) فٹ گہرا ایک مخزن خزانہ پانی کا بنایا گیا ہے جسمین دو پتہر موٹ کی لکڑی کے قایم کرنے کے معلوم ہوتے ہین اِس مخزن مین ایک پتہر کی کمان شمالی جانب خندق کے طرف ہی منہہ کئے کرنے کو کہڑی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یا تو اس خندق مین کوئی باؤلی تہی جسکا پانی اس مخزن مین جمع ہوکے اوپر کے حوض مین پہونچکر نیچے کے حمام مین جاتا تہا یا حسبِ بیان یہان کے لوگون کے اندہیری باؤلی کا پانی بذریعۂ نل یہان آتا تہا - یہہ باؤلی اُدگر باداکے دیول کے ایک جانب ہے اِسمین شک نہین کہ نہایت نشیب کا پانی اِس بلندی پر چڑہایا گیا تہا

* یہہ پادشاہ بیٹا شاہ علی بن برہان شاہ اول کا ہے جسکی تخت نشینی عہد عنبر حبشی ورلاجو دکہنی کی وجہہ سے ہوئی اور شاہ جہان کا ہمعصر تہا ۔

جس کے نلون کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ قدیم ہندوستان کی صنعت آب پاشی وغیرہ فن تعمیر ہی کچھہ بُری نہ تھی بلکہ بہ نسبت حال کے اوس مین کسیقدر استحکام زاید تہا۔

خاتم خان قلعہ دار کا ایک قدیم مکان یہہ مکان بالکل منہدم ہے اور سزاوار الملک کے مکان مین جانے سے پہلے ہمارے دہنے جانب ملتا ہے اور دو منزلہ ہے دونون حصے اوس کے گر پڑے ہین صرف دیوارین کہڑی ہین - جنپر قدیم گلکاری کے کچھہ کچھہ نشانات کہین کہین پائے جاتے ہین -

مکان کے احاطہ کی دیوارون مین ایسے خانے بنے ہوے ہین جیسے بقال اپنی دوکانون مین بنالیا کرتے ہین اسی بنا پر لوگون کا گمان ہے کہ یہہ مکان کبوتر خانہ تہا اور عجب نہین کہ ایسا ہی ہو - لیکن ہم جب اس مکان کے کتبہ پر نظر ڈالتے ہین تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ حقیقۃً یہہ مکان عالمگیر بادشاہ کے وقت کا ہے جس کو حاتم خان نے ۱۰۹۴ھ مین لیا ہے - شاید بعد کو رفتہ رفتہ قلعہ دارون یا نوابون نے اِس کی حیثیت بدل کے کبوتر خانہ کر لیا ہو - ورنہ عالمگیر کا زمانہ اور کبوتر خانہ کے لئے ایسی عمارت کا بنانا ممکن نہ تہا - کیونکہ عالمگیر اِن فضول مدات کے لئے رقم کی منظوری کبہی دینے والا نہ تہا

کتبۂ مکانِ مذکور یافت درعہدِ شاہِ عالمگیر ؔ قلعہ داری قلعۂ اُدگیر ؔ کمترین خانہ زاد حاتم خان ؔ کہ بُران اعتقاد داشت ضمیر ؔ در سنِ الف اربع وتسعین ؔ کردہ این قصرِ دلکشا تعمیر - سنہ ۱۰۹۴ھ (کتبۂ محمد عارف)

اِس مکان کے بیرونی حصہ مین ایک پتہر پر یہہ کتبہ ہے (ولد دوست بیگ قومِ مغل) ظاہراً ہمین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ شعر شاید یون ہو - کمترین خانہ زاد حاتم خان ؔ ولد دوست بیگ قوم مغل - غرضکہ صحیح پڑہا نہین جاتا -

رنگین محل یہہ مکان چاندنی برج کے متصل ہے جسکا برج کا برج کے جنوبی جانب واقع ہے - مکان تہوڑی سی بلندی پر ہے اور تین چہوٹے چہوٹے گنبد نما اس مین کمرے ہین - جس مین آدمی بدقت جاتا ہے اوپر بہی اِس کے ایک درجہ ہے جہان کہڑے ہونے سے خندق کی سیر دکہائی دیتی ہے اور دور دور تک

نظر جاتی ہے - مکان بالکل بوسیدہ اور افتادہ ہے اِس مکان کے متصل ایک چھوٹا سا برج ہے جس پر ایک چھوٹی سی توپ بہی رکہی ہوئی ہے اور مکان کے سامنے ایک دیوار قایم ہے جس مین اِس وقت تک (٦) روشن دان نمودار ہین یہہ مکان بالکل کچہری تحصیل تعلقہ اُدگیر سے متصل ہے -

فراش خانہ جس مین کچہری تحصیل ہے یہہ مکان رنگین محل سے متصل ہے اور بیرونی دروازہ اسکا شرقی جانب واقع ہے جس کے اندر ایک وسیع صحن ہے جن کے وسط مین ایک خوشنما حوض بنا ہے مکان کا رخ بہی شرقی اور ایک سیدہی لین کی طرح مستطیل ہے جس مین اسوقت کچہری تحصیل ہے یہہ مکان بالکل درست حالت مین ہے -

نواب جانی کا بڑا محل یہہ مکان ایک وسیع چبوترے پر جسکی بلندی کوئی (٥) فٹ سے متجاوز ہوگی واقع ہے اور کچہری دوم تعلقدار صاحب کے مکان کے عقب مین ہے جس کا پہلا دروازہ نہایت شاندار اور صحن بہی اس کا بہت وسیع ہے - اس مکان کے دو حصے ہین -

(١) پہلا حصہ اِس کا جنوبی جانب اور دوسرا شمالی جانب واقع ہے وہ مکان جس کا رُخ جنوبی جانب واقع ہے دالان پیش دالان اور ایک ورانڈہ پر منقسم ہے - بالکل اِس مکان کی وضع مسجد نما ہے اور ہر درجہ مین فیل پایہ کے (٣-٣) کمانین ہین اور دونون طرف دو حجرے ہین سامنے برآمدہ کے کوئی بارہ فٹ طول اور (٧) فٹ عرض کا ایک سنگ بست حوض ہے - غرض کہ اِس مکان کا تمام حصہ بالکل صحیح وسالم اور جون کا تون قایم ہے - کہتے ہین کہ اِس مکان کو نواب جانی نے جو یہان کے قلعہ دار تہے بنایا تہا -

(٢) دوسرا حصہ اِس مکان کا بالکل اوس پہلے حصہ کے مقابل اور اِسکا رخ شمالی جانب ہے - یہہ مکان بہ نسبت اوس مکان کے بالکل شکستہ ہے یہان تک کہ چہت بہی باقی نہین رہی ہے -

اچہی بیگم کی مہاڑی اسی دوسرے قلعہ کے متصل ایک سہ منزلہ قلعہ ہے جس کے دیکہنے سے معلوم

ہوتا ہے کہ وہ خاطر خواہ یقیناً ایک تفریح گاہ تھا - اس مکان کا رخ شرقی ہے جہان سے خندق کا وہ حمام
نظر آتا ہے جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے - یہہ مکان بہی درست اور قابل دید ہے -

ایک عمیق باولی محل سے متصل

بڑے محل کے بیرونی جانب باہر کے دورہ سے ملی ہوئی ایک وسیع باولی ہے - جسکا پانی بذریعۂ موٹ کشی بڑے محل کے حوض مین لایا گیا تہا اور باولی کے متصل بہت نشیب مین ایک سنگ بست حوض ہے جسمین غالباً باولی کا پانی آیا کرتا تہا - اور بذریعۂ نل بڑے محل کے حوض مین جایا کرتا تہا جس کی حالت اسوقت بالکل افتادہ ہے -

جامع مسجد اندرون قلعہ

کچہری تحصیل سے متصل یہہ مسجد واقع ہے اور (۳) کمانین اس مین ہین یہہ مسجد بحالہ قایم ہے - اور بڑے محل کے محاذی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوس باولی کے حوض کا پانی غالباً نمازیون کے کام آسکتا تہا -

روشن محل جسکو جہانگیر یار جنگ نے بنایا ہے -

یہہ شخص یہان کا قلعہ دار تہا جس کا ہم نے تفصیلی ذکر کیا ہے یہہ مکان جامع مسجد کے مقابل ہے جس کے سامنے دو تین قدیم کوٹہہ غلہ کے ملتے ہین جن مین صرف ایک ایک کہڑکی لگی ہے اور اندرونی حصہ علاوہ نشیب مین ہونے کے وسعت مین بہی بہت بڑا ہے جس کے اندر پہلے قلعہ دار کے وقت مین غلہ وغیرہ رکہا جاتا تہا آج اسوقت گو بحالہ قایم مگر بیکار - انہین کوٹہون کے پہلو مین ایک دروازہ ملتا ہے جس مین سے گذرنے کے بعد روشن محل ملیگا - اس مکان کے دو حصے ہین وہ حصہ اسکا جسکا جنوبی اور شمالی رخ ہی روشن محل کہلاتا ہے - جس کی عمدہ کرسی اور عمارت ایک (۵) فٹ کے اونچے چبوترہ پر واقع ہے چہت بالکل گر گئی ہے - صرف اسوقت دیوارین قایم ہین - دالان پیش دالان کے طور پر اس کے دو حصے مین جس کے اندر کل (۱۰) کمانین ہین جو فیل پایون پر قایم ہین ہر حصے مین اس کے گچ کا کام نہایت خوب صورتی سے کیا گیا ہے خصوصاً اس مکان کے دونون طرف جو دو دروازہ نما شکلین صفائی سے

بنائے گئے ہین وہ قابلِ دید ہین -

ایک سنگ بست مربع حوض چبوترہ پر پیش دالان کے سامنے جو کوئی (۵) فٹ طول وعرض مین ہوگا بنا ہوا ہے اور ابتک اچھا ہے غرض کہ اس مکان کی موجودہ حالت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ کچھہ ایسی زیادہ پرانی عمارت نہین ہے -

دوسرا حصہ اِس مکان کا جو دونون ایک ہی کمپونڈ مین واقع ہے اوس پہلے قطعہ کے مقابل ہے جس مین جہانگیر یار جنگ کے زمانہ مین کچہری تھی اس مکان کے دو درجے ہین اور اطراف بنگلہ نما قطعات مین پیش دالان کے داہنے بائین جانب بھی دو بنگلہ نما قطعات ہین اور دونون جانب سے چڑھنے کے لئے سیڑھیان بنی ہوئی ہین - غرض کہ مکان گو چھوٹا ہے مگر خوشنما ہے اِس مین بھی گچ کا کام بڑی نقاشی سے کیا گیا ہے

مکان دلاور النسا بیگم | یہہ مکان اوس محل کے بیرونی دروازہ کے مقابل واقع ہے جس کی حالت ابتک قدرے شکستہ اور بہت کچھہ صحیح ہے اِس مکان مین ابتک سماۃ چند ابو جنکی عمر (۸۰) برس کی ہوگی رہا کرتی ہے کہتے ہین کہ یہہ سماۃ جہانگیر یار جنگ کی بہو اور نواب جانی کی زوجہ تھی - سماۃ کی حالت اِس وقت نہایت مجنونانہ ہے چنانچہ مین جس وقت اِس مکان مین گیا تو اُس نے پتھر برسانی شروع کی -

؎ افسوس کہ کسی کی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ رئیس کا عروج پھر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا - کیسا انقلاب زمانہ ہے کہ آناً فاناً مین کیا کا کیا ہوجاتا ہے - اِنسان کو ہمیشہ ایک حالت پر رہنے کا کبھی ہرگز ادعا نکرنا چاہئے - کیونکہ زمانہ کی طبیعت بالکل اِس کے خلاف ہے -

شمشاد محل | یہہ نام خود اس کے بانی کا پتا بتلاتا ہے کچھہ عجب نہین کہ شمشاد بیگم نے جو انہین قلعہ دارون کے رشتہ دار ہو اوسنے بنایا ہو - غرض کہ اس مکان مین جانیکا راستہ دلدار بیگم کے مکان مین سے ہے اور پہلے اسکا راستہ ایک دوسری طرف سے تھا جس کا دروازہ ابتک اِس کا شاہد ہے - یہہ مکان بھی ایک بلند چبوترہ پر واقع ہے اور دالان در دالان مثل کمانون کے ہین جنکی کل کمانین (۱۰) ہین اور ہر دو جانب ایک ایک حجرہ ہے

چبوترہ پر ایک گچ کا حوض ہے مثل اون نہین مکانات کے جنکے نوتوہم اوتار تھے چلے آتے ہین مکان کی چھت بالکل بگڑی ہوئی ہے صرف اسوقت دیوارین قایم ہین کہا جاتا ہے کہ شمشاد بیگم چند ابو کی ساس اور جہانگیر نثار جنگ کی زوجہ تھین - غرض کہ قلعہ کے اندر اور بہی ایسے مکانات افتادہ وشکستہ پڑے ہین کہین مٹی پتھر کے انبار کہین در و دیوار کے آثار باقی ہین کوئی اس قابل نہین کہ دیکھا جائے -

قلعہ کے توپون اور برجون کی حالت

کل اس قلعہ مین چھوٹے (۱۰) برج ہین جن پر ہلکی ہلکی توپین رکھی ہوئی ہین - اور بڑے چار برج ہین -

(۱) گیتی برج - یہہ برج بہت بڑا اور مستحکم ہے جس پر ایک توپ (۷) فٹ طول کی رکھی ہوئی ہے اور جس کے دہانہ کی وسعت بھی (۹) انچ ہے - اور اطراف اس کے (۳) چھوٹے چھوٹے جزاین رکھے ہین یہہ برج اوس حمام خانہ سزاوار الملک کے عقب مین ہے جسکا نقشہ اوپر کھینچا گیا اس برج کے بڑی توپ کا نام شیر بچہ ہے -

(۲) برج گرد بچہ - یہہ برج بھی بہت بڑا ہے اور مکان سزاوار الملک کے عقب مین واقع ہے اسپر ایک توپ پچر س کی نہایت عمدہ بڑی صنعت سے بنائی ہوئی موجود ہے جسکا طول (۱۱) فٹ (۹) انچ ہے - اور دہانہ کوئی (۶) انچ ہوگا - اور علاوہ اس کے ایسے برج پر ایک اور چھوٹی توپ ہے جو غالباً (۷) فٹ طول اور (۳) انچ کا دہانہ رکھتی ہے - یہہ برج ابتک مستحکم اور بحالہٖ قایم ہے اس برج کو گرد بچہ کہنے کی یہہ وجہہ ہے کہ اس کی توپ بالکل گُر کے مشابہ ہے -

(۳) چاندنی برج - یہہ برج سب برجون سے بڑا اور مکان سزاوار الملک سے غربی جانب اور کچہری تحصیل کے متصل ہے - اسپر ایک بڑی توپ کوئی دس فٹ طول اور چھہ انچ کے دہانہ کی ہے اور اسی توپ کے تھوڑے فاصلہ پر ایک اور توپ ۶ ½ فٹ (۹) انچ دہانہ کی رکھی ہے - اسپر عربی الفاظ کا کتبہ ہے جو پڑھا نہین گیا

(۴) ہانگ برج اسپر بھی ایک توپ رکھی ہے لیکن کسی قسم کا کتبہ اوسپر نہین ہے اسیکو فتح موج جنگ کہتے ہین

موجودہ قلعہ کی فصیل چارونطرف سے مستحکم ہے اور کہین کچہہ گرا ہوا نہین ہے - گو تو پین کہین کہین متفرق پڑی ہوئی ہین لیکن برجون کی حالت بدستور اچہی ہے - ہمنے جہان تک غور کیا اس قلعہ کو مستحکم پایا اور تہوڑی سے درستی کرنے سے اچہا ہو سکتا ہے -

جہانگیر یار جنگ کا حمام | یہہ مکان قلعہ کی خندق کے اوس حصہ مین واقع ہے جو گرد بیچ برج کے نیچے ہے اس مکان کی پشت بالکل حصار خندق سے ملی ہوئی ہے اور رخ اِسکا غربی ہے گو اسوقت اِس مکان کے چارون طرف جہل سیہنڈ اوگی ہوئی ہے اور بہ دقتِ تمام انسان گذر سکتا ہے تاہم اوسکو ہم نے دیکہا اور اوس کی صیحح پیمایش بہی ہم کرتے ہین - لیکن اِن سب امور سے پہلے یہہ واقعہ مقدم ہے کہ گو آج تک یہہ مکان یہان نزدیک و دور جہانگیر یار جنگ کا مشہور ہے مگر ہمکو شبہ ہے - کیونکہ اولاً یہہ کہ اوسکا دماغ تعمیر سے بالکل غیر مانوس تہا - اور ثانیاً یہہ کہ اوس کے خیالِ تعمیر سے بالکل یہہ مکان مغایر ہے اور قطع نظر اِن سب باتون کے جہانگیر یار جنگ کا زمانہ سب سے آخر کا ہے - اور یہہ عمارت بلحاظ اپنی موجودہ صورت کے بہت قدیم معلوم ہوتی ہے ہمارا یہہ قطعی خیال ہے کہ غالباً یہہ عمارت حسام الدین کی بنائی ہوئی ہوگی - اور عجب نہین کہ ہمارا یہہ خیال صیحح ہو - کیونکہ باغِ حسام کی جو عمارت ہے اوس سے اِس بات کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہہ عمارت اور حمام خانہ بہی اوسی کے مذاق و خیال کے موافق ہے - ورنہ جہانگیر یار جنگ مین یہہ بات نہ تہی کہ اِس قسم کا مذاق اوسکی طبیعت مین ہوتا بہرصورت کچہہ ہی ہو ہم اِس عمارت کا فوٹو حسب ذیل اوتارتے ہین -

چہت | یہہ چہت جسپر اِسقدر ہر طرف جہل سیہنڈ اوگی ہوئی ہے کچ اور چونہ سے بنی ہوئی ہے اور کوئی (۴۰) فٹ طول اور (۳۰) فٹ عرض مین ہوگی اور سطح زمین سے اِس کی بلندی جس سے اس عمارت کی بلندی کا اندازہ بہی ہو سکتا ہے کوئی (۲۰) فٹ ہے اسپر (۲) قبہ گچ کے مثل گنبد کے اوٹہے ہوئے ہین - اور اوپر تین روشندان رکہی گئی ہین - غربی جانب اوپر کے حصہ مین نیچے کے برآمدہ کی ایک چہت ہے جو مثل حوض کے معلوم ہوتی ہے - اوپر کے چہت سے نیچے اوترنے کے لئے گل اسوقت (۱۲) سیڑہیان پتہر کی بنی

اور آٹھوین دسوین سیڑہی کے پاس سید ہے جانب ایک چھوٹا سوراخ ہے جس مین سے دیکھنے سے ایک حوض کوئی پانچ فٹ طول (۴) فٹ عرض (۹) فٹ عمیق کا نظر آتا ہے - اور دونل کے آثار اسمین موجود ہین - ایک نل باؤلی کی جانب سے لایا ہوا معلوم ہوتا ہے جو اِس عمارت سے متصل ہے اور ایک نل شمالی جانب اِس حوض مین رکہا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اِس نل کے ذریعہ سے اندر کے درجون مین پانی جاتا تہا غرض کہ سیڑہیون سے اوترنے کے بعد اگر اِس مکان مین جانا چاہو تو اپنے سید ہے جانب جنوبی رخ پر چلے جاؤ جہان ایک دروازہ اسکا ملیگا -

مکان کی اندرونی حالت حمام کا نیچے کا درجہ تین درجون پر منقسم ہے جس کے پہلے درجہ مین آنے کے لئے ایک پتہر کی کمان کوئی (۸) فٹ طول (۷) فٹ عرض کی ملتی ہے جس مین سے گذرنے کے بعد ایک قطعہ مکان کا ہے جو (۲۰) فٹ طول (۱۰) فٹ عرض (۱۱) فٹ مرتفع ہے اس قطعہ کے وسط مین ایک پتہر کا حوض (۹) فٹ طول ۹ فٹ عرض کا ہے جس کی گہرائی بوجہہ مٹی بہر جانے کے معلوم نہین ہوسکتی اس قطعہ مین صرف ایک محراب ہے اور کوئی اوپر روشن دان نہین رکہا گیا - اِس قطعہ مین غربی جانب ایک دروازہ ہے جسکا راستہ دوسرے درجون مین پہونچاتا ہے - اور ساتہہ ہی اِس کے ہمکو ایک مستطیل گلی ملتی ہے جسکی انتہا مین پایخانہ ہے جہان پر ایک حوض پانی کا بنا ہوا ہے - اور ایک نل اوس مین ہے یہہ گلی کوئی (۴۲) فٹ طول مین ہے پایخانہ کا مکان کوئی (۹) فٹ طول (۵) فٹ عرض مین اور (۹) ہی فٹ اونچا ہوگا - اوپر ایک روشن دان ہے پہلے قطعہ کے عقب مین اوسی مستطیل گلی سے گذرنے کے بعد ایک دوسرا قطعہ ملتا ہے جس مین بہی ایک حوض کوئی ۶ فٹ طول ۴ فٹ عرض کا ہے گہرائی اس کی بوجہہ مٹی بہر جانیکے نامعلوم ہے اور دونل اِس حوض مین لگے ہوئے ہین - یہہ درجہ بہی بہ نسبت پہلے درجہ کے بحالہ قایم ہے اور نہایت مستحکم پتہر چونے سے بنا ہوا ہے - اِس درجہ کے بعد پہر تیسرا درجہ ہمکو ملیگا جو طول مین ۱۶ فٹ عرض مین ۹ فٹ بلندی مین ۱۱ فٹ ہوگا جسمین دو روشن دان اوپر ہین اور غربی جانب ۳ فٹ طول ۲ عرض کے

ایک کہڑکی کہلی ہوئی ہے - اس قطعہ مین ایک حوض پتہر چونہ سے بنا ہوا کوئی ۹ فٹ طول ۹ فٹ عرض کا ہے جس مین ایک نل ہے اسی درجہ کے اندر سے ایک چہوٹا قطعہ معلوم ہوگا جہان صرف ایک حوض ۱۲ فٹ طول ۹ فٹ عرض ۹ فٹ عمیق کا دیکہوگے اِس حوض مین جانے کے لئے ایک کہڑکی قایم ہے اور پانی آنیکی (۶) نل لگے ہوے ہین جو مکان کے بہت بلند دیوارونمین سے بڑی خوبی کے ساتہہ لگائے گئے ہین اوپر وسط مین ایک روشندان ہے اور سطح زمین مین کوئی ۲۰ فٹ مدور ایک سوراخ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہان ایک فولادی توا تہا - اور اسپر پانی گرم ہو کے یہان بذریعہ مختلف نلون کے ہر ہر درجہ مین پہونچ جایا کرتا تہا - غرض کہ یہہ وہی مخزن ہے کہ جہان سے پانی گرم ہو کے تمام درجون مین تقسیم ہوتا تہا - ہر درجہ اِس مکان کا ایک قابل دید و لایق نگہداشت ہے گو کسیقدر تعمیر طلب ہے مگر زیادہ صرفہ کی ضرورت نہین معلوم ہوتی اِس مکان پر کسی قسم کا کتبہ نہین ہے -

قلعہ کے جنوبی جانب کا ایک گنبد | یہہ گنبد ایک میل کے فاصلہ پر ہے اور بہت نشیب مین ہے کہتے ہین کہ یہہ گنبد کسی نواب کا ہے اسمین ایک قبر زنانی اور ایک مردانی ہے - گنبد بالکل مستحکم اور پتہر کا بنا ہوا ہے سطح زمین سے ایک چاردیواری چوکہنڈی (۱۵) فٹ بلند اور ۱۵ فٹ مربع ہے اوپر گچ کا ایک انڈا کوئی ۱۵ فٹ کا ہے رکہا گیا ہے (۴) روشندان اس گنبد کے اطراف ہین اور پتہر کی تراشی ہوئی کمانین (۱۶) ہین اندر کا حصہ ۱۲ فٹ مربع اور ۲۴ فٹ اونچا ہے - قبرین کوئی ۴-۴ فٹ کی لنبی اور ۳-۳ فٹ کی چوڑی ہونگی - سامنے اِس گنبد کے ایک پتہر کے چبوترہ پر ایک قبر ہے اِس گنبد کے ہر ایک پہلو مین ۹-۹ در ہین -

بارہ دری | اِس مین کُل ۱۲ کمانین پتہر کی کہلی ہوئی ہین اور بیچ مین ایک حصہ رہنے کا ہے جس کے چارون طرف چار دروازہ ہین اکثر اِسمین دیول کے پتہر جابجا نصب ہین - اندر کے درجہ کا ۱۲ فٹ طول و عرض ہے اور باہر کے درجہ جو مثل اِس کے پیش کی ہے ۲۴ فٹ طول و عرض مین رکہا ہے سطح زمین سے (۱۸) فٹ اونچا ہے - غرض کہ یہہ عمارت بہی پوری پتہر اور گچ کی ہے جسپر کسی قسم کا کتبہ نہین - اور بحالہ قایم ہے اس جگہہ جانے کے لئے کوئی راستہ نہین ہے صرف حمام خانہ سے اُتر کے بدقت تمام زمین کا نشیب و فراز طی کرنا پڑتا ہے -

متعلق درگاہ جات

درگاہِ حضرت خواجہ شیخ صدرالدین قدس سرہ

یہہ درگاہ بستی کے اندر قلعۂ اودگیر سے بجانبِ شمال تہوڑے فاصلہ پر نشیب مین واقع ہے جہان پانی کی اکثر جہیں رہا کرتی ہے - اور اطراف ایک قدیم قبرستان ہے - یہہ گنبد ایک بلند سنگ بست چبوترہ پر واقع ہے اور بحالہ قایم ہے اور سطحِ زمین سے غالبا (۱۰۰) فٹ سے متجاوز ہے چوڑائی ہی کوئی (۱۵) فٹ سے کم نہین اس مین ایک دروازہ نصب ہے جو گاہے بند اور گاہے کہلایا جاتا ہے - ماہِ رجب مین اس درگاہ کا عُرس بہت دہوم دہام سے ہوتا ہے (۱۲۵) بیگہ زمین انعامی اس درگاہ کے خادمون کے نام ابتک بحال ہے اور سرو ہی کے ہی (لہ ۱۱/۸) ملا کرتے ہین کل زمین کا محاصل (۸/۵ ۵) ہے اور اس گنبد پر کسی قسم کا کتبہ نہین ہے - ہان بعض بعض قبرین جو اس گنبد کے قرب وجوار مین البتہ اونپر اس قسم کے کتبہ پائے جاتے ہین جس سے قدامت کا پتہ مل سکتا ہے چنانچہ ایسی قبرین صرف دو ہی ہین جن کے کتبون کو ہم یہان نصب کرتے ہین -

کتبہ قبرِ عبداللہ بیگ جنکا سنہ ۱۰۱۹ھ مین انتقال ہوا -

(۱) ہر کہ از دنیا گذشت از بہر دین ؛ خانۂ عقبائی او معفور باد ؛ یا رب آن مظلوم در روزِ جزا
باحسین ابن علی محشور باد ؛ چون شہادت یافت عبداللہ بیگ ؛ گفت ہاتف مرقدش پر نور باد -

یہہ املی کے درختون مین درگاہ کے چبوترے سے بجانب شمال کچہہ فاصلہ پر ہے جہان بکثرت قبرین ہین -

ایک دوسری قبر کا کتبہ

یہہ قبر حضرت ہی کے چبوترہ پر واقع ہے اور بہت چہوٹی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی پیارے بچہ کی ہے اوسپر حسبِ ذیل لکہا ہوا ہے -

(۱) تاریخ وفات بر آمد از دل جانی ؛ مقبول بشد کمال ملتانی ؛ (۲) تاریخ وفات ہفدہم ماہ ربیع الثانی ؛ اخلاص بر آن فاتحہ خوانی

آپ کی نسبت یہان کے خادمون کے روایات

آپ کی نسبت (۸۰۰) برس سے کچہہ کم زمانہ بتایا جاتا ہے جب کہ آپ کی پہلے تشریف آوری یہان ہوئی - اور یقیناً اس حساب سے اودگیر باوا کے بعد آپکا یہان آنا ہوا - اوسوقت سے آپ نے یہان سکونت اختیار کی اور یہین پر آپکا انتقال ہوا - اس گنبد کے محاذی ایک مسجد بہی ہے -

تین سیڑہی کی باؤلی | یہہ باؤلی اس درگاہ سے بالکل متصل ہے جس مین صرف تین ہی سیڑہیان ہین اسوجہہ سے اوسکا یہی نام ہوگیا - سامنے اِس کے ایک چہوٹی مسجد ہے سطحِ زمین سے باؤلی کا پانی بہت قریب ہے یعنے پانی اوس باؤلی کا کچہہ کم ۱½ گز نیچے ہے جس کی تہہ اوپر سے دکہائی دیتی ہے - اور لطف یہہ ہے کہ پانی ہمیشہ اِس مین جتنا ہی اوتنا ہی رہتا ہے کسی موسم مین اپنی مقدارِ معینہ سے کم نہین ہوتا - یہہ باؤلی بڑے بڑے پتہرون سے بنی ہوئی ہی اور اکثر پتہر دیول کے ہین - لوگونکا بیان ہے کہ یہہ باؤلی حضرت ہی کے وقت بنائی ہوئی ہے اور کیا عجب ہے کہ یہہ اِنکی آخر وفات کا نمونہ ہو آپکی بزرگی اور کرامات کا اون نیم کی درخت کے ڈالیون سے اندازہ ہو سکتا ہے جو آپکی گنبدِ مبارک پر جہکی ہوئی ہین اونکا پتا شیرین ہے اور جو اِس کے سوا ہین وہ بدستور کڑوے - جس کو اِس بات مین شبہہ ہو وہ خود تجربہ کر سکتا ہے ہمارا یہہ دعوی کسی مزید شہادت کی ضرورت نہین رکہتا اگر ہم دعوی مین جہوٹے ہون تو خود دیکہہ سکتے ہین -

ایک عجیب چشم دید واقعہ | لوہارون کے محلہ کی باؤلی جو اس شاہِ راہِ عام کے متصل واقع ہے اور جو راستہ کہ ہمکو شہر کے دروازہ سے بستی مین پہونچاتا ہے - دروازہ سے کوئی (۲۰۰) قدم کے بعد ملتی ہے جہان پر املی کے درخت ہین اور بالکل بستی مین دروازہ سے آتے وقت ہمارے بائین بازو رہتے ہین - پانی اِس کا ہمیشہ اوپر رہتا ہے اور لوگ کثرت سے لیجاتے ہین اِس باؤلی کا پانی بہ بہ کر حضرت شیخ صدرالدین کے درگاہ کے بازو سے اور مسجد کے نیچے سے ہوکر گذرتا ہے یہہ وہی سرچشمۂ قدرتی ہے جسکا پانی آگے چل کے مختلف ندیون کا ماخذ بن جاتا ہے چنانچہ لوگونکا بیان ہے کہ اسی پانی سے اودگیر کے (لینڈی) ندی اور موضع کہرکہ کی لونڈی ندی اور گلور کی (ہنڈی) نلور کی (کانڈی) ندی بنی ہے اور اِن سب ندیون کا ماخذ در اصل اوسی باؤلی کا پانی قرار دیا گیا ہے جو بہ بہ کے قدرتی طور پر آگے چل کے مختلف حیثیتین پیدا کر لیتا ہے - ہمکو بہی بظاہر اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ اِس باؤلی کا پانی درگاہ سے گذرتا ہے جہان پر تین سیڑہی کی باؤلی کا پانی بہی مشترک ہوکے اوس نشیب مین جمع ہو جاتا ہے یا یہہ ہے کہ جہان قدرتی نشیب مین پانی جمع ہوتا ہے کیا عجب ہے کہ ایسے نشیب کا پانی

ان مذہبون کا ماخذ ہو۔ مسجد کی بیرونی بلندی ۲۲ فٹ کی ہے ایک چھوٹا ۴ فٹ گہرا ۶ فٹ لمبا پتھر چونے سے بنا ہوا ہے جس کے بازو دو چھوٹے چھوٹے حوض ہشت پہلو ہین صحنِ مسجد مین اور اندرون مسجد کے تمام ہوئی پگ ہے اور سب حصارِ درگاہ مین قدیم قبرین ہین جنپر کسی قسم کا کوئی کتبہ نہین ہے۔

شکر باؤلی | تالاب کے متصل اور درگاہ کے باہر کوئی پاؤ میل پر ایک باؤلی ہے جس کو لوگ شکر باؤلی کہتے ہین۔ پانی میٹھا ہے وہان اور ایک مسجد بہی افتادہ ہے جسکو شکر باؤلی کی مسجد کہتے ہین۔ ایک کسبی کی قبر وہان ہے جس سے ہمارا گمان ہوتا ہے کہ وہ باؤلی اور مسجد یا تو اوس کسبی کی بنائی ہوئی ہوگی یا چونکہ وہ زمین درگاہ کے علاقہ کی تہی شاید حضرت میر موسیٰ صاحب نے تیار کرائی ہے۔

ایک اور گنبد نما قبر | اسی درگاہ مین ایک دوسری گنبد نما قبر ہے جو ۴ فٹ اونچے چبوترہ پر واقع ہے۔ گنبد کا اندرونی حصہ (۹) فٹ اونچا ہے اور بیرونی حصہ کا طول ۲۷ فٹ عرض ۱۲ فٹ اس عمارت مین (۸) کمانین کہلی ہوئی ہین جن کے سامنے ایک پرانا املی کا درخت ہے

گنبد حضرت میر موسیٰ صاحب قادری | باغ محمود سے یہہ گنبد غربی جانب واقع ہے اور (۱۰۰) فٹ کے اونچے ٹیلہ پر جہان بکثرت قبرین موجود ہین۔ پہلا ایک دروازہ اس درگاہ مین جانے کا (۹) سیڑہیان چڑہنے کے بعد ملتا ہے ہر سیڑہی ۱ فٹ اونچی اور (۹) انچ ہے ۳ سیڑہیان بالکل گری ہوئی ہین یہہ دروازہ (۱۵) فٹ اونچا ہے ایک چھوٹی پتھر کی کمان تراشی ہوئی جو (۴) فٹ کی ہے اس مین بنی ہوئی ہے اور (۳) سیڑہیان اس دروازہ پر چڑہنے کے لئے ہین یہہ دروازہ ۱۲ فٹ چوڑا ہے۔ دروازہ کے دونون جانب دو پتھر کے چبوترے ہین اور ہر دو جانب ۶-۶ فٹ سے اونچی ۴-۴ فٹ کی چوڑی دو کمانین ہین اس دروازہ سے ہم تہوڑی دور آگے بڑہین تو پہر ہمکو (۷) سیڑہیان ملین گی اگر اس حصہ سے بہی آگے بڑہ گئے تو پہر صرف درگاہ پر چڑہنے کے لئے ۱۲ سیڑہیان ہین ہر ایک (۹) انچ کی لمبی اور ایک فٹ کی چوڑی ہے یہہ گنبد ۳۰ فٹ اونچا ہے اور ایک ۶ فٹ اونچے چبوترہ پر جو پتھر چونہ سے مضبوط بنایا گیا ہے واقع ہے یہہ چبوترہ ۱۸ فٹ لمبا اور اسیقدر چوڑا ہے

گنبد کے اندر ایک سبز پتھر کی قبر ہے جسپر کوئی کتبہ نہین صرف نقش و نگار ہے سامنے گنبد کے وہی تالاب واقع ہے جو باغ محمودی سے متصل ہے کہتے ہین کہ حضرت موصوف قلعہ دار ہی تھے اس درگاہ کی معاش ۱۲ بیگہ زمین تھی آج اس وقت بلاعوہ دو گل و بلا چراغ ہے (۱۰ عہ) نقد تھے سو وہ بھی ضبط سرکار ہین -

مسجد | ایک مسجد اسی احاطہ مین واقع ہے جو ۱۲ فٹ چوڑی (۱۵) فٹ لمبی (۱۶) فٹ اونچی ہے جسکی تین سیڑہیان ہین ۳-۳ فٹ چوڑے (۱۹) انچ لمبی ہے -

(دہرم سالہ سیتاپت متوطن اُدگیر)

یہہ دہرم سالہ بہت قدیم ہے اور غالباً آج اسکو کوئی (۲۰۰) سو برس کا عرصہ ہوتا ہے - اس کا بیرونی دروازہ گو بلند ہے مگر اسمین سنگ بستہ ایک کہڑکی کوئی (۵) فٹ طول (۴) فٹ عرض کی قایم ہے - کُل اِس مین (۳۰) کمانین ہین - دروازہ سے اندر آتے ہی ایک دیول ہے جس مین ہنومان کی صورت ہے - اس کمرہ کے (۳) پیش کمانین اور (۳) اندر کی کمانین ہین اسکے سیدہے بازو گنیش کی مورت ایک پتھر کی ہے جس کے سامنے چبوترہ سنگ بستہ ۲ فٹ اونچا ہے اور اسی چبوترہ پر مہادیو کا لنگ ایک پتھر مین نصب ہے جس چبوترہ پر کہ نیم کا ایک درخت ہے اور اسکے بازو (۲) پتھر کے بنے ہوئے نشستگاہ ہین کوئی (۵) فٹ کے یہہ دیول ایک سنگ بستہ چبوترہ پر جو نہایت مستحکم ہے او سطح زمین سے (۴) فٹ بلند ہے اس چبوترے کے ہلی ساخت دروازہ سے لیکر اوس عمیق باولی تک جو اِس دہرم سالہ مین ہے کُل (۵۰) فٹ ہے دیول کا رُخ کہلا ہوا جنوبی جانب ہے اور بازو کا دروازہ سیدہے جانب ہے صحن مین اِس تمام دہرم سالہ کے پتھر کا فرش ہے اور یقیناً کوئی (۱۰۰) مسافرون کے آرام سے ٹہرنے کی جگہہ ہے -

دہرم سالہ کے (۴) حصہ ہین ایک حصہ مین جسکی پشت شمالی جانب واقع ہے دیول اور اوس کے متعلقات ہین -

(۲) دوسرے حصہ مین جسکی پشت شرقی جانب ہے چار کمانین کہلی ہوئی ہین او پتھر کے چبوترے پر جو (۴) فٹ بلند ہے قایم ہین ہر کمان کا وسط کوئی (۶) فٹ ہوگا -

(۳) تیسرے حصہ مین پانچ قسم کی کمانین ہین جس کی پشت جنوبی جانب اور رخ شمالی جانب ہے -

(۴) چوتھے حصہ مین جس کی پشت غربی جانب ہے، (۸) کمانین ہین جس مین سے پانچ کمانین مسافرون کے کام آسکتے ہین اور تین کمانین باؤلی سے متعلق ہین -

دہرم سالہ کی باؤلی یہہ باؤلی کوئی (۲۵) فٹ طول و عرض مین ہے اور پتہر سے بنی ہوئی ہے جسکا ہر ہر پتہر نہایت استحکام سے قایم ہے اوترنے کے لئے سیڑہیان پتہر کی بنی ہوئی ہین اور ایک اوپر ہی کمان ہے نیچے باولی مین ایک کمان ہے باؤلی مین اندر کوئی دس کمانین ہین جن کمانون کے اوپر (۷) کمانین ہین جو پتہر سے بند ہین صرف ایک ایک پتہر کا دریچہ اونہین کہلا ہوا ہے - اور اندر اس کے ۸ فٹ کی جگہہ ہے - غرض کہ باؤلی کے اطراف (۴) حصون مین آدمی گذر کرسکتا ہے اور ٹہر سکتا ہے پانی اس باؤلی کا شیرین ہے اور عمیق - یہہ دہرم سالہ تمام سنگ بست اور مستحکم ہے - اور نہایت اچہا محل زمین اس مین غالباً (۴) بیگہ ہے اوپر چڑہنے کے لئے اس دہرم سالہ مین باؤلی کے بائین جانب سے راستہ ہے جسکی (۹) سیڑہیان ہین تالاب دروازے سے جب ہم جو بارہ کو جائین تو اس دیول کا راستہ بائین جانب ہے لیکن وہ بہت گلیون مین واقع ہے باولی نشیب مین آمد (۱۰) فٹ لمبی (۸) فٹ چوڑی ہے جس مین اوترنے کے لئے سیڑہیان ہین یہہ راستہ باولی کے بیچ کے کمانون مین گذرتا ہے جس مین ایک درخت سیندہی کا اوگا ہوا ہے - باؤلی کے دونون جانب حوض ہین جن مین پانی بہرا رہتا ہے -

دیول سومنات بستی کے شمالی غربی گوشہ مین یہہ دیول واقع ہے اور تالاب دروازہ سے ہوکر بستی کے باہر سے راستہ جاتا ہے - اور ضرور ہکو میر موسی صاحب قادری کی درگاہ کے پیچہے آنا پڑتا ہے جو درگاہ کہ تالاب سے متصل واقع ہے جہان باغ محمودی ہے - یہہ مقام بالکل نشیب مین واقع ہے جہان یہہ دیول ہے اور دیول کے سامنے سے ایک عظیم جہیل قدرتی پہاڑون کے نشیب و فراز سے بہتی ہے جس کا پانی ایام بارش مین بہ کے لینڈی ندی اودگیر سے ملجاتا ہے -

(ہر پیر منگل کو یہان لوگ آتے ہین)

کہتے ہین کہ پہلے کسی زمانہ مین جس کو آج دو سو برس کا عرصہ ہوتا ہے اس دیول کے اطراف بستی تہی جسکا نام

خود سومنات پور تہا یہہ بستی بلحاظ آبادی (۲۰۰) گہر سے زاید تہے چنانچہ اِس وقت بہی اطراف کے پتہر کے حصار
جریون ہی جا بجا گری ہین اوس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ یقیناً یہان بستی تہی - بستی سے پہلے یہہ دیول سومنات
یہان بنایا ہوا ہے - (دیول مین چار دیو ہین -

معاش | اِس دیول کی کل زمین (۳) چادر ہوگی اور (۹) سو محاصل ہے -

سوم تیرت یعنی باولی | سوم کے معنی دیو - تیرت کے جا نہانے کی جا سے ہے - یہہ باؤلی بہی قدیم ہے اِس مین جو
کاو کلہہ لگائے گئے ہین - وہ کچہہ حال کے ہین جنکو سنہ ۱۲ف مین یہان لاکر رکہا ہے - باؤلی سنگ بستہ اور
چارون طرف پتہر کے سیڑہیان ہین اور ایک چہوٹا بہاگے دیوی کا نمونہ بہی ہے - جسکو عالمگیر نے یہان سے بہگایا تہا
یہہ باؤلی کوئی (۴۰) فٹ طول و عرض کی ہوگی -

تلجاپور کی دیوی | تلجاپور جو ضلع نلدرگ مین واقع ہے اور جہان ایک بڑا دیول دیوی کا ہے اور اِسی کی شبیہ
یہان بہی بنائی گئی ہے - مکان کی موجودہ حالت بالکل گنبد کی ہے جیسی پہلے یہہ جگہہ افتادہ تہی حال مین جسکو
۶-۷ برس ہوتے ہین اِس افتادہ مکان مین دیوی رکہی گئی ہے چنانچہ بستی کے لوگون نے متفق ہوکے یہان
دیوی قایم کی - اور اوسوقت سے ایک پوجاری اِسکا رکہا گیا ہے جسکا پیشہ بالکل فقیرانہ ہے -

یہان کے ایک معزز شاستری کا بیان ہے کہ جسوقت یہان عالمگیر آیا اور دیوی وغیرہ کو توڑنا شروع کیا
اور اِس جگہہ جو قدیم دیوی کا ایک دیول تہا توڑ ڈالا تو اوس وقت وہ دیوی بہاگ گئی -

چنانچہ اُسی جگہہ عالمگیر نے ایک مسجد بنائی ہے جو زمانے کے انقلاب سے بالکل بے چراغ و افتادہ
پڑی ہے لیکن حال مین (۱۰) برس کا عرصہ ہوا کہ بستی کے لوگون نے اوس مسجد کو دیول بنالیا - ؟
بلحاظ عمارت کے تین سو برس کے اوپر کا معلوم ہوتا ہے اِس مکان کے تین کمانین ہین دو کمانونکا
طول (۳۰) فٹ عرض (۳۰) فٹ اندر کی بلندی ۱۵ فٹ ہے - آخر کا قطعہ جس مین دیوی ہے نسبت
اُن دو قطعون کے وسعت مین کچہہ کم ہے اور غالباً اِس کی وسعت طول و عرض ۱۲-۱۲ فٹ ہوگی

بہرصورت موجودہ قراین سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہہ عالمگیر کی بنائی ہوئی مسجد ہے - اِس وقت
آخر کے قطعہ پر ایک گنبد نما عمارت بن رہی ہے -

آخر کے قطعہ مین ایک ایک دریچہ (۴) فٹ طول - ۲ ½ فٹ عرض کا ہے جس پر نقش ونگار کیا گیا ہے مگر جب یہہ دیول بنائی گئی تو یہہ پتھر یہین سے لایا گیا اور اسپر نصب کیا گیا - جس سے قیاس ہوسکتا ہے کہ پہلے یہہ دریچہ کوئی بند دروازہ تہا چنانچہ اِسی کے مثل (۲) پتھر یہان اور پڑے ہین - اِسمین (۲) اور دہنے بائین جانب شروع کے قطعہ مین لیکر گئے یہہ پتھر مثل اوس پتھر کے نہین ہین بلکہ معمولی ہین - وسعت طول وعرض اسکی بہی اوسیقدر ہے -

اِس کے سامنے (۱۴) کمانین مستحکم پتھر کی وسعت مین مثل مسافرخانہ کے ایک آدمی کے رہنے کے ہین اور اِن کمانون مین دو باہر جانے کے دروازہ ہین -

گنڈ دیوی | یہہ گنڈی جسکو دیوی کا حمام کہتے ہین طول وعرض مین ۳ - ۳ فٹ ہے - اِسکے دروازہ بیرونی سے اِس مین داخل ہوتے ہین جو دہنے جانب ملتا ہے چنانچہ اس گنڈی مین پانی اوسی تالاب سے آتا ہے جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا -

ایک عمیق عمدہ باؤلی | یہہ باؤلی اس دیول کے دہنے جانب واقع ہے جو طول مین (۵۰) فٹ عرض مین ۳۳ ہے پانی اس کا بوجہہ عدم استعمال خراب ہوگیا ہے مگر بکثرت ہے اندر اِس کے چارون جانب سنگ بستہ چبوترے ہین اس باولی کے متصل ایک پرانا گنبد کسی مسلمان کا معلوم ہوتا ہے - اِس باؤلی کے اوپر ایک ٹیلہ پر بجانب غربی ایک (ماتا) کی دیوی ہے جس کی مورت بالکل انسانی شکل کی ہے - یہہ دیوی ڈہیڑون کی ہے -

دیول کے عقب مین ایک کنڈہ | دیول سومنات سے کوئی (۱۰۰) قدم پیچہے ایک چہوٹا (۲۰۰) فٹ کمرکا کنڈہ ہے جس مین گو اسوقت تمام مٹی بہری ہوئی ہے مگر علاوہ کیچڑ ہونے کے اس مین موٹ کشی کے

علومات ہین جس سے ہمارے خیال مین یہہ ثابت ہوتا ہے کہ یہہ ایک عظیم باؤلی کنڈ نما تھی - غرض کہ یہی باؤلی ہے کہ جس سے کچھ کچھ تہہ کا پانی بہ بہ کے تہوڑی دور پر جمع ہوتا ہے جہان پر ایک (۶) فٹ طول عرض کا حوض جس پر چہت بھی بنایا گیا ہے - یہہ حوض ایک دوسری موٹ کشی کی باولی سے جو سنگ بستہ مستحکم ہے متصل ہے یہہ باولی اوس پہلی باؤلی کے سوا ہے جو بالکل عقب دیول واقع ہے - غرض کہ اِس حوض مین پانی جمع ہونے کے بعد قدرتی طور پر بہتا ہوا بذریعہ نہر کے جو اِس حوض سے نکالی گئی ہے اوس کنڈ مین جمع ہوتا ہے جو بالکل دیولِ سومنات کے سامنے ہے چنانچہ اِس پانی کے دہانہ پر ایک پتھر کی تراشی ہوئی گائی نصب کئے گئے ہے جس کے منہہ سے پانی ہمیشہ نکلتا ہے اور اس کنڈ مین پڑتا ہے - ہماری غرض اِس سے یہہ تھی کہ اس کنڈ کے پانی کا ماخذ وہی کنڈہ نما باؤلی ہے جسکا ہمنے اوپر ذکر کیا

| کمال محل واقع باغ محمود | یہہ محل اسی باغ مین واقع ہے جسکی طول (۴۳) فٹ عرض (۴۴) فٹ ہے -

| کتبہ مکانِ مغل خان کوکہ شاہ جہان | یہہ مکان گوکہ افتادہ ویران اجڑا ہوا ہے لیکن ابتک اِس کے ہر در و دیوار سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ یہہ اپنے وقت مین نہایت آراستہ ہوگا - چینی کا کیا ہوا کام کچھہ کچھہ اِس مین پایا جاتا ہے - صرف اِس وقت دیوارین قایم ہین - یہہ مکان قلعہ کے گنتی برج کے پیچھے واقع ہے اور نصرت جنگ کے مکان مین جانے سے پہلے ملتا ہے ایک پتھر اِس کے کتبہ کا باقی ہے جس کے جواب کا پتھر معلوم نہین کیا ہوا -

(کتبہ) مغل خان کوکہ دولت بیگ قوم مغل - شد بناء آن خجستہ مکان -

کچہری تحصیل مین ایک اور پتھر پڑا ہوا تھا جسپر ہم نے ایک شعر لکہا دیکہا جس کے ہر ہر لفظ سے حسرت ٹپکتی ہے

(کتبہ) تو ان کردن تمام عمر را معروف آب و گل ؛ کہ شاید بگذرد صاحب دلے در روے کند منزل

اِس شعر سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی مزار کا شعر ہے یا کسی مکان کا ہے - مغل خان کا مکان بہت بلندی پر واقع ہے جس مین ایک نل پانی کا قلعہ کے باہر کی باولی سے لایا گیا تہا - نل کے آثار اِس وقت موجود ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پانی بہت ہی پستی سے بلندی پر پہونچایا گیا تہا اگر درحقیقت اوسوقت یہہ فنون نہ تہے تو پہر کہاں سے یہہ ذریعے پیدا کئے گئے -

باغِ حسام یہہ باغ بستی اودگیر سے جنوبی جانب ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے جہان کے جانیکے لئے کوئی راستہ بنا ہوا سرکاری اسوقت تک نہین ہے کہیتون سے ہوتے ہوے اس باغ مین جانا ہوتا ہے۔ اس باغ کی جس قدر زمین تہی اوسکو اہلِ بند وبست نے پیمایش کے بعد رعایا کو پٹہ پر دیدیا ہے متعدد آم کے عمدہ درخت اور وسیع باولیان اس مین ہین جنپر موٹ کشی کے نشانات پائے جاتے ہین یہہ باولیان بالکل افتادہ ہین گو پانی بکثرت ہے لیکن نہ زراعت کے کام مین لایا جاتا ہے نہ رعایا کو تری کا پٹہ دیا جاتا ہے عموماً لوگ یہان کے باغِ حسام کے نام سے اوسکو بولتے ہین ہمکو جسقدر اس کی تاریخی حالت معلوم ہوئی ہے وہ اِس کتبہ سے اخذ کئے گئے ہین جو اس باغ کے ایک عالیشان تفرج گاہ پختہ عمارت پر سنگِ سبز مین کندہ ہے جس کو ہم مناسب جگہہ نقل کرینگے۔ اِس باغ مین حسبِ ذیل مکان ہین۔

پہلا مکان یہہ باغ ہم کو بستی سے باغِ حسام کو جانے کے بعد پہلے ملتا ہے جو وسطِ باغ مین واقع ہے۔ اور نہایت عمدہ تفرج گاہ ہے اِس مکان کے چار درجہ ہین اور سب سے اوپر شہ نشین کے طور پر گنبد نما ایک ۲ فٹ کا مستطیل چبوترہ سنگ بستہ ہے جہان سے دور دور کی سیر ہوسکتی ہے وسط کا درجہ ایک عالیشان عمارت کی وضع کا معلوم ہوتا ہے ہر کمان اِس کی کہلی ہوئی ہے جسکا ابتدا ہی سے کوئی دروازہ نہین رکہا گیا تہا۔ درحقیقت یہہ رات دن رہنے کی جگہہ نہ تہی عموماً ہوا خوری کے لئے بنایا گیا تہا اس درجہ کے وسط صحن مین ایک سنگ بستہ حوض ۵ فٹ لمبا چوڑا اور (۵) فٹ گہرا بنا ہوا ہے جس مین اوسی موٹ کشی کی وسیع باؤلی سے جو اِسی مکان سے متصل ہے پانی لایا گیا تہا۔ اِسی حوض کا پانی نیچے کے دونون درجون سے ہوکر گذرتا ہے جہان دو چہوٹے چہوٹے حوض بنے ہوئے ہین غرض کہ یہہ مکان بالکل ایرانی وضع کا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ گویا یہہ مکان اوس عمارت کا نمونہ ہے جس مین بادشاہِ ایران کی قبر ہے بہرصورت کتبہ کی موجودہ حالت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مکان سنہ ۱۰۵۹ھ مین حسام الدین خان نے بنایا ہے جسکی ہم نے تشریح کی ہے۔

کتبہ جات موجودہ مکان پہلا کتبہ جو شروع مکان مین ایک سنگِ سبز پر کندہ ہے یہہ ہے۔

(۱) علی اللہ فی کل الامور توکلی ؛ و بالخمس اصحاب العبا توسلی
محمد المبعوث والیہ نعبدہ ؛ و فاطمۃ الزہرا و المرتضی علی۔

(۲) دُور زمانِ شہِ آفاق ستان ؛ باعثِ امن و امان شاہ جہان ؛ باو گیتی ز سحاب فضلش ؛ تا ابد تازہ تر از باغ جنان -

(۳) ساخت باغی تفرج بخش خلد ؛ مظہرِ فیضِ حسام الدین خان ؛ بہر تاریخ وے ہاتف غیب ؛ باغ نو آمدہ در گوش سروان -

(۴) ابن نظام الدین خان - ابن غیاث الدین علی آصف خان ابن آقا ملا ابن بدیع الزمان ابن بدر الدین حسن القزوینی نور اللہ مضجعہم

(۵) یہہ کتبہ نیچے کے چہوٹے حوض کے سنگ سبز پر نصب ہے، جس کا طرف مقابل معلوم نہین کہان گر گیا ہے -

کتبہ - بحساب جمل باغ نو یکہزار و پنجاہ و نہہ ہجری نبوی می شود مطابق جلوس ہمایون (سنہ بست و یک) -

دوسرا مکان | یہہ مکان بہی اِسی باغ مین تہوڑے فاصلہ پر ہے جس طرح کہ پہلے مکان کے سامنے ایک سنگ بستہ چبوترہ پر ۲ قبرین ہین یہان کوئی قبر نہین ہے اس مکان سے بالکل ملی ہوئی ایک باؤلی ہے جس مین اوتر سکتے ہین - مکان کے ۳ درجہ ہین - اور یہہ مکان بہی وسیع اور تفرج گاہ کے طور پر ہے اور ابتک بحالہ قایم ہے ہر درجہ مین اوسی باؤلی کا پانی پہونچایا گیا ہے - اوپر چاندنی ہے کوئی گنبد نما چبوترہ نہین ہے - نہ کسی قسم کا اسپر کتبہ ہے بہر صورت یہہ مکان ایرانی وضع کا اور نہایت مستحکم ہے -

(باغِ محمودی جسکو لوگ باغِ احمدی کہتے ہین)

۲۰ اسفندار ۱۳۱۳ فصلی مطابق ۱۳۲۲ ہجری کو مین صبح کے وقت اِس باغ مین گیا یہہ باغ بستی اودگیر سے غربی جانب تہوڑی دور پر واقع ہے پہلے بستی کے تالاب دروازہ سے گذر کے جہان پر دروازہ کے روبرو ایک وسیع باؤلی اُترنے کی ہے ایک تالاب خوشنما ملتا ہے جس کی منڈیر کہنہ پر سے اِس باغ کے جانیکا راستہ ہے - راستہ نہایت خراب اور دشوار گذار ہے جس قدر اِس باغ کی زمین تہی وہ آج کشتکار اور باغات سے سبزہ زار ہے اور اکثر حصہ اِس کا جام کے درختون سے مملو ہے جس کے جام نہایت اچہے ہوتے ہین افتادہ حالت اِس کی اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ وہ اپنے زمانہ مین کمال ترقی پر ہوگا - ابتک کچہہ آثار قدیم باغات کے اِس مین پائے جاتے ہین جابجا کیاریان اور چبوترے اور افتادہ مکانات کا سلسلہ دور دور تک پایا جاتا ہے جو کچہہ اِس کی موجودہ حالت ہے وہ حسب ذیل ہے -

قدیم افتادہ حمام موجودہ باغ | یہہ مکان جس کا بہت کچہہ حصہ گرا ہوا ہے ایک وسیع باؤلی ہے جو غالباً (۳۰) فٹ طول

وعرض اور گہرائی مین اس سے زیادہ ہوگی متصل ہے اِس باولی مین نہایت عمدہ پتہر کی متعدد سیڑہیان ہین - باولی کے اطراف کمانین اور چہوٹے سے بنے ہوئے ہین - اور اوپر موٹ کشی کے علامات پائے جاتے ہین پانی ابتک اِسکا شیرین اور اچہا ہے - یہہ مکان چونہ پتہر سے بنا ہوا ہے اِس مین گچ کا کام نہایت خوبی سے نقاشی کے طور پر کیا گیا ہے - اِس مکان کے اندر ایک حمام خانہ ہے جس کے دو حوض ابتک چونہ و پتہر سے مستحکم ہین - اور اِن حوضون کے سامنے اوس ایک حوض ہے اِن حوضون کے اوپر متعدد روشن دان ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ دہوین کے جانے کے راہین ہین اور اِن دونون حوضون کے سطح مین ایک سوراخ بہی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اِس سطح پر گرم توا یا اور کوئی چیز مثل اس کے پانی گرم کرنے کے لئے رکہی جاتی ہوگی - باولی جو اِس مکان سے بالکل ملی ہوئی ہے اوس کا ایک نل ان حوضون مین لگا ہوا ہے - بہرصورت موجودہ قراین سے ثابت ہوتا ہے کہ اسی کا پانی بذریعۂ نل یا موٹ کشی حمام مین لایا گیا تہا اور یہان گرم ہو کے کام مین آسکتا تہا اِس وقت یہہ نہین معلوم ہو سکتا ہے کہ پانی گرم کرنیکا کیا طریقہ تہا - کیونکہ ہم نے اکثر دیکہا ہے کہ دہلی کا حمام اور بیدر کا حمام جسمین صرف ایک چراغ پر ہمیشہ پانی گرم رہتا تہا زمانے کے مختلف ہوا سے گل ہوگیا - اِس افتادہ باغ اور اِس گرے ہوئے ویران حمام کا ٹمٹماتا ہوا چراغ بہی شاید ہوا کے اختلاف کی وجہہ سے گل ہوگیا ہو - غرضکہ اِس وقت نہ ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ یہہ دہلی کا سا حمام تہا نہ یہہ بتا سکتے ہین کہ یہین پانی گرم کرنیکا کیا طریقہ تہا جو کچہہ موجودہ حالت ہے وہ اِس قابل ہے کہ ہم بجز افسوس و حسرت کے اور کچہہ نہین کہہ سکتے -

کتبۂ موجودۂ حمام

اسی مکان مین مین نے ایک سیاہ پتہر پر بخط نستعلیق یہہ لکہا پایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ مکان اور یہہ حوض جو اِس مکان سے متصل ہے سنہ ١١٦٣ھ مین بنایا گیا ہے اِس کے بانی کا نام لطف علی حسام اللہ خان تہا جس کی ہم نے تفصیل اس کتاب مین کی ہے ہرچند ہم نے اِس بات کی بہت کچہہ جستجو کی کہ اِس کے بانی کا نام دریافت کرین مگر کسی نے محمود شاہ کا نام بتایا کسی نے ہمایون شاہ ظالم سے اوسے یاد کیا ہماری جو رائی ہے وہ اسیقدر ہے کہ غالباً جس نے یہہ حمام اور حوض بنایا ہے اس باغ کا بہی بانی ہوگا - اب یہہ امر کہ اِس باغ کا نام محمود دہی کیون ہوا شاید اِس کے بعد اس نام کا کوئی شخص اِس کا مالک سمجہا گیا ہو - اکثر لوگون کا یہان کے یہہ مقولہ ہے کہ عالمگیر بادشاہ

جو یہان آیا تہا اوس نے یہہ نام رکہا۔

یہہ کتبہ جو سیاہ پتہر پر ہے بوجہہ اِس کے غیر محفوظ پڑے رہنے کے مین نے اوسکو کچہری تحصیل مین رکہوا دیا ہے۔

(وہو ہذا) بحرِ جود و فیضِ حسام اللہ خان ؛ آنکہ نام نامیش لطفِ علی ؛ ساخت حوضی بس وسیع و باصفا ؛ مینماید ہمچو جامِ صیقلی
گوئی صافی بُرد چون زاشالِ خود ؛ شد از ان رو نامِ او کوثر قلی ؛ بہرِ تاریخش رضا چون فکر کرد ؛ ہاتفش گفتہ بآوازِ جلی

بیخ عدد از پنجتن گیر و بگو ؛ بانی کوثر قلی لطفِ علی
سنہ ۱۲۹۳

حوض | اِس مکان کے آگے ایک وسیع حوض سنگ بستہ ہے جو ابتک بحالہٖ قایم ہے ایک گلدستہ جس سے فوارہ اوڑا کرتا تہا اس مین موجود ہے۔ ۲۰ فٹ چوڑا اور اسیقدر لمبا اور (۶) فٹ گہرا ہے۔

ایک تفریح گاہ | اوپر کے بیان کئے ہوئے حوض سے جب ہم آگے بڑہتے ہین تو بالکل تالاب کے کنارے کنارے ایک چہوٹا قطعۂ مکان کا ایک تہوڑی سے بلندی پر جو غالباً ۱۰ فٹ ہوگی ملتا ہے یہہ قطعہ بالکل کہلا ہوا ہے جسین (۸) کمانین ہین ۱۰ فٹ چوڑا (۱۸) فٹ لمبا (۱۲) فٹ اونچا ہے۔ تالاب بہی ایک وسیع تالاب مثل تلنگانہ کے تالابون کے ہے اِس مکان کے اوپر ایک نالی بنی ہوئی ہے جس مین تالاب کا پانی آکے بڑی خوبصورتی اور خوشنمائی کے ساتہہ دو مستطیل ڈہلاؤن پتہر پر سے گرتا ہے اور اون پتہرون سے بہتا ہوا ایک چہوٹے چبوترے پر جو ۱۰ فٹ طول و عرض مین ہے گذر کے ایک بہت بڑے مستطیل حوض مین جو (۳۰) فٹ لمبا اور (۶۰) فٹ چوڑا اور (۲) فٹ گہرا ہے۔ اِس کا مجتمعہ پانی ایک دوسرے حوض مین جاتا ہے جو اِس حوض سے تہوڑی دور ہے۔ یہہ حوض ۶۰ فٹ لمبا اور (۶۰) فٹ چوڑا اور ۶ فٹ گہرا ہے۔ اس حوض کے بیچ مین بہی ایک گلدستہ بنا ہوا ہے جو ۶ فٹ اونچا ہے۔ اِس حوض مین چارون اندرونی گوشون پر چار چہوٹے چبوترے ہین۔ غرض کہ اسی حوض کے اوپر ایک وسیع چبوترا ہے ۶ فٹ اونچا۔ اور ۴۰ فٹ مربع ہے حوض کے اندرونی حصہ مین عمدہ باریک گچ کا کام ہے جو ابتک بحالہ قایم ہے یہہ حوض پتہر چونہ سے بنایا گیا ہے۔ تین نل اس مین لگائے گئے ہین۔ اِس کے سوا ایک افتادہ اور مکان جنوبی جانب واقع ہے جس پر نہ کسی قسم کا کتبہ ہے نہ کوئی اور ایسی قابل ذکر بات ہے۔

بہرصورت وہ بہی دو منزلہ ہے اِس باغ کے احاطہ سے باہر غربی جانب تہوڑے فاصلہ سے ایک ٹیلہ پر جو (۱۰۰) فٹ اونچا ہے حضرت میر موسیٰ صاحب قادری کی درگاہ ہے۔

ذکر قلعہ دارانِ قلعہ اُدگیر

ہم نے بہت کچہہ تلاش کی کہ کوئی ایسی قدیم کتاب ہمکو دستیاب ہو کہ یہان کے قلعہ دارون کا تفصیلی ذکر ہو مگر بجز اوس تاریخ بیدر کے کہ عنقریب شایع ہونے والی ہے اور کوئی تاریخی اوراق ہمکو نہ ملے مجبوراً ہم اِن قلعہ دارون کا ذکر اوس تاریخ بیدر سے اخذ کرتے ہین۔

پہلا تسلط خاندان بریدیہ کا خاندانِ بہمنیہ کے عروج کے وقت یہہ علاقہ اِن کے قبضہ مین تہا مگر تاریخ فرشتہ یا دیگر کتبِ سیر سے اِس کا کچہہ حال نہین معلوم ہوتا کہ بہمنیہ خاندان کے وقت مین اِس تعلقہ اُدگیر کی کیا حالت تہی جو کچہہ ہمکو واقعات ملتے ہین وہ خاندانِ بریدیہ کے وقت سے ہین جن کا پہلا پادشاہ قاسم برید سلطنتِ بیدر پر حکمران رہا سنہ ۸۹۷ھ مین اِس کی تخت نشینی ہوئی اور بطورِ جاگیر یہہ علاقہ اِس کے سپرد ہوا۔

اِس کے بعد سنہ ۹۲۳ھ مین اِس کا بیٹا امیر برید مسلط ہوا چنانچہ اِن کی تفصیلی حالات ہم نے اوپر بیان کر آئے ہین اب اعادہ اِس کا محض تحصیلِ حاصل۔

خاندانِ نظام شاہیہ کا اس پر قابض رہنا امیر برید کے بعد سنہ ۹۵۲ھ مین برہان نظام شاہ* نے اِس قلعہ کو فتح کیا اور چندے قابض رہا اِس کے بعد مرتضیٰ نظام شاہ[ع] نے یہان حکومت کی چنانچہ اِس پادشاہ کے وقت کے اکثر کتبہ جات اِس کے بنائے ہوئے عمارات پر کندہ ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ قلعہ سنہ ۹۸۴ھ مین اِس کے ہاتہہ فتح ہوا اور ملک مرجان حبشی۔ یا امیر خان جو غالباً یہان کا اوس وقت حاکم یا قلعہ دار تہا اوس نے چندے عمارات تعمیر کی جن کے اِسوقت تک قدیم آثار کچہہ ایک موجود ہین۔ اوس پر یہہ کتبہ لکہا ہوا ہے کہ …

---

* یہہ احمد نگر کا دوسرا پادشاہ ہے جو اپنے باپ احمد نظام شاہ کی وفات کے بعد سنہ ۹۱۴ھ مین تخت نشین ہوا۔

ع یہہ پادشاہ بیٹا ہے علی بن برہان شاہ اول کا جس کی تخت نشینی عنبر حبشی دراجو دکہنی کی وجہہ سنہ ۱۰۱۰ھ مین ہوئی اِس کا زمانہ شاہجہان کا زمانہ تہا۔ غالباً یہہ عمارات جسپہ کتبہ سنہ ۹۸۴ھ لکہا ہوا ہے اِسکی تخت نشینی کے پہلے کے ہونگے (از مولف)

یہہ کتبہ سیاہ پتھر کی کمان پر ہے اور سیدہے جانب لکہا ہے اور تاریخ بناپر یہہ ہے

۹۸۳ھ

شاہِ عالم مرتضیٰ نظام شاہ سلطانی ؛ این عمارت شد ز مرجان فرمانِ عالی

کمان کے بائین جانب یہہ تحریر ہے یہان کچھہ الفاظ پڑہے نہ گئے۔

زین رواق زعفران از لیست ؛ ز لطفِ علی و آلہ علی است

شاہِ جہان کا قلعۂ اودگیر کو فتح کرنا۔ اِس بادشاہ ہند نے سنہ ۱۰۴۶ء مین دکہن کی جانب توجہہ کی اور قلعۂ اُودگیر کو فتح کیا اور اسی سال اِس نے کل ۹۴ قلعون کو ملکِ دکہن کے فتح کر چکا تہا غرض کہ اِس کے وقت کے مکانات ہی آج تک اِس قلعہ مین موجود اور افتادہ ہین اور انپر کتبہ جات تحریر ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مغل خان نصرت جنگ بہادر غالباً اِس قلعہ کے قلعہ دار منجانب شاہِ جہان تہے جن کے وقت کی بنائی ہوئی عمارت پر حسب ذیل تحریر ہے۔

"در عہدِ حضرتِ سلطان الزمانی صاحب قرآن ثانی شاہِ جہان پادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ۔ عمدۃ الملک خانہ زادان بہادر نصرت جنگ بتاریخ ہفتم شہر جمادی الاول سنہ ۱۰۴۶ء فتح برج قلعۂ اُدگیر را در ہفت ساعت برآمدہ مفتوح ساخت و بتاریخ شہرِ مذکور سنہ الیہ حسب الحکم جہان مطاع قلعۂ مذکور حوالہ کمترین خانہ زادانِ درگاہِ معلیٰ مغل خان۔ زین خان کوکہ شد آن برج را در شہرِ ذی قعدہ سنہ ۱۰۴۶ء باتمام رسانید"

اور اِس عمارت کے چار گوشون پر یہہ اسماء الٰہی ہین۔ یامعین۔ یافتاح۔ یارفیع۔ یاکو بید۔

یہہ کتبہ لکہا ہوا زین العابدین کا ہے جس کے نیچے اونکا نام ہی کندہ ہے۔ یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ اِس مکان مین جہانگیر یار جنگ قلعہ دار کی کچہری تہی اور یہہ آخر کا زمانہ ہے۔

ـ۵ شاہِ جہان۔ اِس کا نام شہاب الدین محمد شاہِ جہان تہا (۳۷) سال کی عمر مین روز دوشنبہ ۸ جمادی الثانی سنہ ۱۰۳۷ ہجری مین بمقام اکبرآباد عرف آگرہ تخت نشین ہوا سنہ ۹ جلوس مین اِس نے قلعۂ دہارور علاقۂ دکہن کو فتح کیا اور اسی سال علاقۂ قندہار بہی فتح ہوا۔ سنہ ۹ جلوس مین اس کے نام کا خطبہ و سکہ حیدرآباد دکہن مین جاری ہوا۔ اور اِسی سال قلعہ اوسہ اودگیر خداوند خان کی سعی سے فتح ہوا۔ بحالتِ قید اپنے بیٹے عالمگیر کی بدولت اِس نے سنہ ۱۰۷۶ء مین قلعۂ اکبرآباد مین انتقال کیا۔ (از مولف)

خداوندخان قلعہ دار قلعۂ اُدگیر

سنہ ۹ جلوس شاہ جہانی مین منجانب شاہ جہان یہہ قلعہ دار مقرر ہوا اور یہی فاتح اِس قلعہ کا تہا جس طرح کہ اکثر کتبہ جات مندرجۂ عمارات قدیم سے یہان کے ثابت ہوتا ہے جکا ہم نے اوپر ذکر کیا۔

مغل خان کوکہ شاہ جہان قلعہ دار

اِس کے بعد سنہ ۱۰۶۶ میں مغل خان جو شاہ جہان کا کوکہ ہوتا ہی قلعہ دار مقرر ہوا غرض اِسکے بعد

مرزا حسام الدین اودگیری قلعہ دار اُدگیر

اب سنہ ۲۱ جلوس شاہ جہان مین یہہ اُدگیر پر مقرر ہوا اور خدمت بخشی گری اس سے علحدہ کر لیگئی اِس وقت مین شاہ جہان سے اِس کو منصب دو ہزاری و ہزار سوار حاصل ہوچکا تہا۔ اپنے زمانہ قلعداری مین اِس نے مفسدین گولکنڈہ نہایت دلیری سے رفع کیا جس کے صلہ مین او پانسو سوار اضافہ ہوئے ان خدمات سے پہلے سنہ ۱۵ جلوس مین اِس کو منصب ہزاری و پانصد سوار او خدمت بخشی گری دکہن متعلق تہی اور آخر مین اِس کو خطاب خانِ جہانی ملا سنہ ۳۰ جلوس مین قلعہ داری اودگیر پر مقرر ہوا۔ اِس وقت قلعداری کا لفظ متروک ہوکر فوجداری تلنگانہ سے موسوم ہوئے اِس سے پہلے یہہ خدمت ہادی دادخان انصاری سے متعلق تہی من بعد اِس کے حسام الدین کا تقرر صوبہ داری صوبۂ براڑ پر ہوا اور پہر سنہ ۱۰۹۲ مین یہہ قلعہ داری بیدر پر مقرر ہوا اور من بعد سنہ ۱۱۰۲ مین تبادلہ ہوا بیدر مین کل (۱۱) سال چندماہ اس نے حکومت کی تہی ایک مسجد اور ایک باغ فصیل شہر پناہ بیدر اور چاندنی چبوترہ جو فصیل شہر پناہ بیدر سے متعلق ہے اسی کا بنایا ہوا ہے غرض کہ میرزا حسام الدین نظام الدین علی کا بیٹا ہے اور نظام الدین علی غیاث الدین علی آصف خان کا اور یہہ آقا ملا کا اور یہہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کے اولاد سے ہین اور شیخ شہاب الدین محمد بن ابی بکر بن الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے۔

اِس خاندان کے دکہن مین آنے کی وجہہ۔

مرزا حسام الدین کے دادا غیاث الدین علی آصف خان محمد اکبر* بادشاہ ہند کے زمانہ مین ولایتِ ایران سے ہندوستان آئے۔

آقا ملا۔ جو غیاث الدین علی آصف خان کے باپ تہے اونکی ایک لڑکی اعتماد الدولہ مرزا غیاث بیگ طہرانی کو منسوب تہی۔

* اس بادشاہ کا نام جلال الدین تہا۔ کنیت ابو المظفر تہی زمانہ طفولیت کا لقب فرخندہ اختر تہا۔ عہد سلطنت کا لقب محمد اکبر بادشاہ تہا ہمایون بادشاہ ہند کا بیٹا ہی اسکی مان کا نام حمیدہ بانو بیگم تہا جسکو مریم بہی کہتے تہے۔ شب یکشنبہ (۵) رجب سنہ ۹۴۹ مین اس بادشاہ کی ولادت بمقام امرکوٹ ملک سندھ ہوئی روز جمعہ

اِس لڑکی کے بطن سے بلدۂ قندہار علاقۂ کابل مین پہر ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام مہر النسا رکہا گیا تہا - یہی وہ لڑکی تہی جو شیر افگن خان کو منسوب تہی جس کو جہانگیر بادشاہِ ہند نے منظورِ نظر کرکے (نورجہان بیگم) کا خطاب دیا تہا اور در حقیقت یہہ اوسی عزت کے لایق تہی - اِس کی نازک خیالی و حسنِ خداداد نے نہ صرف شاعرانہ خیال سے اُسکو پیراستہ کیا تہا بلکہ اوس کی چلتی ہوئی طبیعت اور قابلِ قدر ذکاوت نے دنیا کو اوس پر فریفتہ کرکے امور سلطنت مین بہی اِس کو بڑا حصہ دلوایا تہا - یہان تک کہ جہانگیر بغیر اِس کے مشورہ کے کوئی کام نہین کرتا تہا غرض کہ میرزا احسام الدین کے مزاج مین شرم و حیا و لاپروائی زیادہ تہی شروع زمانۂ شباب کو اِس نے نہایت استغنا سے بسر کیا اور رفتہ رفتہ اِس کا رسوخ ابتدائی جلوس شاہ جہان مین بہت کچہہ بڑہتا گیا اور بہت سے اِس نے عمدہ عمدہ مفید کام ملکِ دکہن مین یادگار چہوڑے -

قلعۂ اُدگیر پر عالمگیر کا تسلط شاہِ جہان کے بعد سنہ ۱۰۹۴ھ مین عالمگیر اِس پر قابض ہوا جس کے وقت کے اکثر عمارات یہان اِسوقت تک موجود ہین اور اکثر کہین کہین کتبہ جات بہی کندہ ہین - در حقیقت عالمگیر نے جہان کوئی تعمیر کی وہان اوسپر کتبہ چڑہایا اِس کے عہد مین حاتم خان قلعہ دار قلعۂ اُدگیر تہا اور جس نے ایک عالیشان عمارت یہان بنوائی جو آج بالکل افتادہ بوسیدہ ہے اور اسپر یہہ کتبہ ہے -

کتبہ - یافت در عہدِ شاہِ عالمگیر ؛ قلعہ داری قلعۂ اُدگیر ؛ کمترین خانہ زاد حاتم خان ؛ کہ پر از اعتقاد داشت ضمیر

در سنِ الف اربع و تسعین ؛ کرد آن قصرِ دلکشا تعمیر

سنہ ۱۰۹۴ھ

کتبۂ میر محمد عارف

مختار خان سبزواری قلعہ دار قلعۂ اُدگیر سنہ ۲۱ جلوس عالمگیر مین یہہ شخص بخشی گری پر مامور تہا اور منصب ہزاری دو چار سو سوار اِس سے متعلق تہے سنہ ۲۲ جلوس مین قلعۂ آسیر اِس کے سپرد ہوا سنہ ۲۳ جلوس مین داروغۂ توپخانہ ہوا

لقہ حاشیہ صفحہ ۴۰ - ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۰۶۳ھ مین یہہ تخت نشین ہوا جلوس کے وقت (۱۲) سال کی عمر تہی - ملک ہندوستان مین کوئی بادشاہ اِس کا ہمعصر نہ تہا - البتہ اِسوقت مین خاندانِ نظام شاہیہ کا ہی بڑا عروج تہا اور یہی لوگ اِس کے مدمقابل تہے -

۲ یہہ بادشاہ روز یکشنبہ غرۂ ذیقعدہ سنہ ۱۰۶۸ھ مین اپنے باپ شاہ جہان کے بعد تخت نشین ہوا جس نے سنہ ۱۰۹۰ھ مین قلعہ گولکنڈہ کو

اور بلحاظ حسنِ خدمات کے بماتحتی محمد اورنگ زیب ناظمِ دکہن فرزندِ عالمگیر نہایت خوبی سے اپنی خدمات کو انجام دیا اور رفتہ رفتہ شاہزادہ کا بہت بڑا مصاحب ہوگیا یہان تک کہ سفرِ گولکنڈہ مین بہی یہہ شریک تہا۔

سنہ ۲۰ جلوس مین جب کہ حسام الدین کا قلعہ اُودگیر سے تغیر ہوا نواب مختار خان منصبِ پانصدی وسہ صد سوار و منصب ہزاری و پانصد سوار کی سرکردگی کے ساتہہ قلعۂ اُودگیر پر منجانبِ عالمگیر قلعہ دار مقرر ہوا اور سنہ ۲۶ء مین اِس کے خدماتِ مفوضہ پر منصب ہزاری و ہزار سوار و منصب پانصدی و دو صد سوار اضافہ کیا گیا اور اسوقت اس کو اوس کے باپ کا یہہ خطاب (مختار خان سبزواری) ملا۔ سنہ ۲۳ جلوس مین جب کہ شایستہ خان صوبہ داری دکن پر مقرر تہا اور سیواجی مرہٹہ استقبال کے لئے اورنگ آباد سے اوس کے ملک کی طرف بڑہا تو اوسوقت مختار خان بلدۂ اورنگ آباد کی حفاظت و حراست پر مقرر تہا۔

سنہ ۱۱ء مین مختار خان قلعہ داری و نظامت صوبۂ بیدر پر مقرر ہوا۔ اور یہان بیدر مین اس نے اون چوبی دروازون پر قلعہ کے جو علی برید کے وقت سے تہے تختۂ آہنی جڑے اور سنہ ۲۸ء تک اِس کام کو ختم کیا۔ (۱۷) سال اِس نے بیدر پر قلعہ داری کی من بعد صوبہ داری خاندیس پر اس کا تقرر ہوا۔ اور پہر یہان سے صوبۂ مالوہ پر سنہ ۴۲ جلوس مین یہہ مقرر رہوا۔ اور اوسی سال مین جب امین الدین خان صوبہ دار گجرات کا انتقال ہوا تو اب مختار خان اِسکی جگہہ مقرر ہوا۔ اور سنہ ۵۹ء مین بمقام احمد آباد گجرات اِسکا انتقال ہوا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱ — فتح کرکے (۶) کروڑ اسّی لاکھ دس ہزار روپیہ ابو الحسن تانا شاہ کی املاک سے حاصل کیا۔ اور اوسکو قید کیا۔ ۵۰ سال (۱۵) یوم کل اس نے حکومت کی ابتداء جلوس اکبر بادشاہ سے عالمگیر تک کل (۱۵۳) سال (۱۷۱) (۲۵) یوم ہوتے ہین۔ روز جمعہ سنہ ۱۱۱۸ھ ۲۸ ذیقعدہ دوپہر دن چڑہے اِس کا انتقال ہوا۔ جسکی مزار بمقام خلد آباد صوبۂ اورنگ آباد علاقۂ نظام مین اس وقت تک ایک مساوی حالت مین موجود ہے جس پر نہ گنبذ ہے نہ کوئی اور شاہی تکلف ہے۔ وزیر عالمگیر کا جس کو وہ خوف ناک دوست کہا کرتا تہا۔ فی الجملہ حیدر آبادی ہے جو در اصل تمام اِس کی فتوحات کا بانی اور سلطنت کا قوتِ بازو تہا۔ من بعد ملا عبد الملک مقاصد خان ہوا اس کے بعد جعفر خان۔ پہر محمد ابراہیم مخاطب اسد خان وزیر اعظم تہا سنہ ۲۲ جلوس مین قلعۂ بیدر و کلیان بدست عالمگیر فتح ہوا۔

(از مولف)

اس قلعہ دار کے خاندانی حالات اور اوسکے دکن مین آنیکی وجہہ

دراصل اس شخص کا نام میر شمس الدین تہا اس خاندان کے لوگ ملک سبزوار سے ہند اور دکہن مین اس طرح آئے کہ جب میر شمس الدین علی ثانی۔ سلطان شاہ رخ میرزا کے زمانہ مین۔ نجفِ اشرف سے خراسان آئے اور بلدۂ سبزوار مین متوطن ہوئے تو اسوقت صرف اونکی اولاد سے میر شمس الدین ثالث ہندوستان مین وارد ہوئے اور انہین کی اولاد اِس ملک مین پہیلی اور پہر اون کی اولاد سے سید محمد سبزواری ہوے جس نے جہانگیر پادشاہ ہند کے زمانہ مین بہت کچہہ منصب حاصل کیا جب اسکا سنہ ۱۰۸۲ھ مین انتقال ہوا تو اب اسکے بعد صرف انکے تین بیٹے حسب ذیل باقی رہے:-

(۱) شمس الدین مختار خان - (۲) ارادت خان (۳) جان سپار خان - غرض کہ یہی سلسلہ انکا ہند و دکن مین پہیلا -

سزاوار خان سزاوار الملک قلعہ دار قلعۂ اُدگیر

یہہ حسام اللہ خان کے بیٹے ہین اور حسام اللہ خان مرزا حسام الدین کے - غرض کہ جلال الدین قلعہ دار بیدر کے بعد انکا تقرر سنہ ۱۱۱۰ھ مین قلعہ داری بیدر پر ہوا اور انہین کے زمانۂ حکومت مین قدیم مدرسۂ بیدر خواجہ جہان وزیر اعظم سلطنت بہمنیہ صدمۂ برق یا باروت سے نصف کے قریب گر گیا جس کے بعد یہہ قلعہ داری بیدر سے مبدل ہوکر قلعۂ دہارور پر مقرر ہوے اور پہر انکا تقرر قلعہ داری اُدگیر پر ہوا اور پہر یہی قلعۂ اُدگیر انکی ذات جاگیر ہوئی برہان پور مین اِس کا انتقال ہوا - صرف دو بیٹے حسب ذیل باقی رہے:- (۱) نظام الدین علی - (۲) حسام اللہ خان نواب بہادر حسام اللہ خان کا ایک بیٹا تہا جو جہانگیر یار جنگ کے نام سے مشہور رہا چنانچہ نظام الدین علی و حسام اللہ خان نے مدت تک قلعہ داری اُدگیر کی اور جب حسام اللہ خان کا انتقال بوجہہ تپ محرقہ سنہ ۱۲۲۲ھ ماہ جمادی الثانی مین ہوا تو اب انکے بعد جہانگیر یار جنگ مدت تک قلعہ دار قلعۂ اُدگیر رہا

جہانگیر یار جنگ قلعہ دار اُدگیر

سنہ ۱۲۲۲ھ کے بعد اب جہانگیر یار جنگ بطور قلعہ دار یا جاگیردار حکومت کرتا رہا اس کے وقت سنہ ۱۲۲۵ھ مین ایک سخت خوفناک واقعہ پیش آیا جس مین جہانگیر یار جنگ معزول ہوگیا - وہ واقعہ یہہ تہا کہ اس سال مین بعض مفسدین اہل تشیع نے بر بناء تعصب مذہبی بمقام اُدگیر (ضریح) نکالی جس مین ایک تصویر حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی بشکل بعت بنائی گئی تہی جکو اِن لوگون نے تمام بستی مین طرح طرح کی گستاخی کرتے ہوئے لئے پہرے آخر قاضی بستی اُدگیر کے مکان کے روبرو یہہ تصویر جلا دی گئی - اہلِ سنت جماعت نے جن کو ہمیشہ سے ان باتون کے دیکہنے کی برداشت نہین ہے حسب ضابطہ انہون نے والی حیدرآباد

نواب ناصر الدولہ بہادر کے پاس فریاد کی جسپر نواب ناخوش ہوکر یکلخت جہانگیر یار جنگ کو موقوف فرمائے اور یہہ جاگیر اُدگیر کوئی (۱۰) سال تک پھر ضبطی سرکار مین ہی رہا۔ من بعد پھر جہانگیر یار جنگ نے ایک معتد بہ رقم سرکار مین بطور نذرانہ داخل کرکے قلعۂ ادگیر پر مامور ہوا۔ لیکن چونکہ اس نے وہ روپیہ جو سرکار مین داخل کیا تھا اہلِ عرب سے بطور قرض لیا تھا لہذا اہلِ عرب اب تمام محاصل قلعۂ ادگیر پر قابض ہوگئے اور جہانگیر یار جنگ کو بطور راہوار کچھہ دیا کرنے لگے یہانتک کہ اِس واقعہ نے طوالت کھینچی اور عربون کی شرارت نواب ناصر الدولہ بہادر کو جب معلوم ہوئی تو اسوقت یکدستہ فوج خاص ان عربون کی سرکوبی کے لئے حیدر آباد سے روانہ ہوئی۔ جس نے عربونکو گرفتار کرکے حیدر آباد دے گیا اور اُسوقت سے پھر یہہ قلعہ داخلِ سرکار ہوا جس کا قرضہ خود سرکار نے عربون کو ادا کیا۔ اب جہانگیر یار جنگ کی یہہ حالت ہوئی کہ گھر گھر دریوزہ گری کرنے لگا اور آخر قلعۂ دیہاتمرو مین سکونت اختیار کی جہان پر ابراہیم علیخان برادر بے ماد عباس علیخان عرض بگی مقیم تھا۔ اسکے بعد میرزا مہدی خان ایک شخص جو جہانگیر یار جنگ کا بھائی تھا اور جو دراصل اس فتنہ و فساد کا بانی مبانی تھا حیدر آباد مین چلا آیا اور علامی صاحب پیش امام مکہ مسجد کے ہاتھہ توبہ کی اور مذہب تشیعہ سے منحرف ہوگیا مگر جس غرض کے لئے کہ اِس نے تبدیلِ مذہب کی تھی وہ ۱۲۵۱ھ تک اوسکو حاصل نہ ہوئی یعنے بجائے بحالی اُدگیر اوسکو اپنا مذہب ہی خراب کرنا پڑا۔ اس تبدیل مذہب کے بعد بھی اوس نے پھر ایک آخری کوشش کی اور آخری کوشش یہہ تھی کہ جب پیش امام مکہ مسجد مذکور کا انتقال ہوا تو اسنے ایک مصنوعی وصیت نامہ مہری پیش امام مرتب کرکے اپنے تسنن کے ثبوت مین پیش کیا۔ جس سے اِسکی غایت حصولِ جاگیر اُدگیر تھی لیکن یہہ اس مین بھی ناکامیاب رہا اور اسی تکدر مین اسکا انتقال ہوا۔

پھر ایک عرصہ کے بعد بسفارش راجہ چندو لعل بہادر وزیر دکھن جہانگیر یار جنگ کا بھائی ایک معقول نذرانہ بخدمت نواب ناصر الدولہ بہادر پیش کش کرنے کے بعد جاگیر ادگیر پر بحال ہوا۔ لیکن اِسوقت ہی اس کے بنی حریف اہلِ عرب نے اِس کو سرکار مین پھر ضبط کرایا چنانچہ اب اِس ضبطی کے بعد اُدگیر پھر کبھی بحال نہ ہوا اور اِسوقت تک یعنے ۱۳۱۵ ہجری مطابق ۱۳۰۶ ف شریک خالصہ سے ہو نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و دولتہ کے علاقہ مین ایک تعلقہ صوبۂ بیدر سے متعلق ہے

راقم

نواب فرامرز جنگ

اول تعلقدار ضلع ایلگندل۔